تقاریر ثلاثہ

(لجنہ اماء اللہ سے خطاب)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تقاریرِ ثلاثہ

(فرمودہ حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی)

تقریر اول

(جلسہ لجنہ اماء اللہ منعقدہ مؤرخہ ۵۔ فروری ۱۹۲۳ء)

علم دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے

میں نے پچھلے جلسہ کے ایک موقع پر یہ بات بیان کی تھی کہ علم کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختلف علوم کے متعلق ایسے لوگوں کے لیکچر ہوتے رہیں جو ان کے ماہر ہوں۔ خواہ یہ علوم دینی ہوں یا دنیاوی۔ کیونکہ ہر قسم کا علم انسان کی دماغی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ بعض دفعہ انسان مذہبی طور پر ایک رتبہ حاصل کرلیتا ہے مگر دنیاوی علوم نہ جاننے کے باعث ذلیل ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی شخص کا جو بزرگ مشہور تھا واقعہ بیان کرتے تھے کہ بادشاہ کے درباریوں میں سے کوئی اس کا معتقد تھا وہ ہمیشہ بادشاہ کو تحریک کرتا تھا کہ اس بزرگ کے پاس چلو مگر بادشاہ ہمیشہ اس کو ٹلا دیتا تھا۔ بار بار کے کہنے پر ایک بار بادشاہ کو خیال آیا کہ چل کر دیکھیں تو سہی بزرگ کہلاتا ہے اس میں کیا کمال اور بزرگی ہے۔ چنانچہ بادشاہ وہاں پہنچا اس کو خیال ہوا کہ بادشاہ پر کچھ اثر ڈالنا چاہئے اور اس کے لئے اس نے مناسب سمجھا کہ کچھ نصیحت کروں اور اس طرح پر علم کا اظہار کروں تاکہ اس کی عقیدت میں ترقی ہو۔ اس خیال پر اس نے اپنی تقریر کا سلسلہ شروع کیا اور کہا کہ بادشاہوں کو لازم ہے کہ اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کریں اور ان پر ظلم نہ کریں۔ مسلمان بادشاہوں میں سے ایک سکندر بادشاہ تھا جو رسول اللہ ﷺ سے ہزار سال پہلے گزرا تھا۔ بادشاہ نے جب یہ بات سنی تو اس کا چہرہ متغیر ہوا اور اس کو معلوم ہوا کہ یہ شخص محض جاہل ہے اور اٹھ کر چلا آیا۔ اس شخص کو نفس کی خواہش نے ہلاک کیا اور ضروری علم کے نہ جاننے کی وجہ سے ذلیل ہوا۔

اگرچہ یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ کوئی بزرگ ہو تو اسے یہ بھی معلوم ہو کہ سکندر کون تھا

مگر اس شخص نے محض اپنے نفس کی بڑائی کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ وہ تاریخ سے بھی واقف ہے ایک ایسی بات کہی جو اس کی ذلت کا باعث ہو گئی اس لئے کہ وہ غلط تھی پس ایسے علوم سے انسان کو کم از کم واقفیت ہونی چاہئے۔ اسی لئے میں نے بتایا تھا کہ مختلف اوقات میں علمی امور پر تقریریں ہوتی رہیں تاکہ سب ممبر واقف ہو جائیں اور یہ علوم خواہ دینی ہوں یا دنیوی۔

اور یہ بھی بتایا تھا کہ مردوں کو بعض وقت معلوم نہیں ہوتا کہ کون سے مسائل ہیں جو عورتوں کے لئے ضروری ہیں اس لئے میں نے تجویز کیا کہ ایک لیکچر ایسا ہو کہ اس میں بتا دیا جائے کہ علوم کون سے ہیں تب عورتیں خود فیصلہ کر سکیں گی کہ وہ کس کس علم کے متعلق تفصیل سے سننا چاہتی ہیں۔ جیسے اگر کسی شخص کو شہروں کے دیکھنے کی خواہش ہو۔ مثلاً دہلی ہے تو وہ اس کے دیکھنے کے لئے آرزو کرے گا اس لئے کہ اس نے دوسرے بڑے شہروں جیسے لنڈن یا پیرس کا نام نہیں سنا اور نہ ان کی وسعت اور خوبصورتی کے متعلق کچھ معلوم ہے حالانکہ لنڈن' پیرس' برلن بہت بڑے شہر ہیں مگر چونکہ ان کے متعلق علم نہیں۔ اس لئے دہلی کے دیکھنے کی تو خواہش کریں گے حالانکہ وہ ان شہروں سے کچھ نسبت ہی نہیں رکھتا۔ اسی طرح عورتیں اسی وقت معلوم کریں گی جب ان کے سامنے علوم کی ایک فہرست رکھ دی جائے پس میرا یہ لیکچر صرف علوم کی تعریف کے متعلق ہو گا میں بتاؤں گا کہ دنیا میں کیا کیا علوم ہیں۔

علم کے مفہوم کی وسعت

علم کے معنے میرے نزدیک یہ نہیں کہ جو سچا ہی ہو میرے نزدیک علم کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ سچے اور مکمل ہوتے ہیں اور بعض نہ سچے ہوتے ہیں اور نہ مکمل ہوتے ہیں مگر پھر بھی ان کو علم کہا جا سکتا ہے اور بعض ابھی معرضِ تحقیق میں ہوتے ہیں مگر علم کہلاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو پڑھنا ہوتا ہے مگر عمل اور کام کرنا نہیں ہوتا اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں صرف کام کرنا پڑتا ہے اور ہاتھ کا زیادہ دخل ہوتا ہے۔ پس میں اس مضمون میں صرف علوم کی فہرست بتاؤں گا تاکہ اندازہ کر لیں کہ کس قدر علم کی ضرورت ہے اور اسی طرح پر اس فہرست میں وہ علوم بھی لوں گا جو سچے اور درست ہیں اور وہ علوم بھی لوں گا جو درست نہیں۔ ایسے بھی جو عقل سے تعلق رکھتے ہیں اور ایسے بھی جو صرف علم سے تعلق رکھتے ہیں۔

عام طور پر علوم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مذہبی یا دینی اور دنیاوی۔ پہلے میں مذہبی علوم لوں گا۔

مذہبی علوم

مذہبی علوم کے معلوم کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ مذہب کیا چیز ہے اور کن باتوں میں مختلف مذاہب میں باہم اختلاف ہوا ہے۔ مذہب پر اگر غور کریں تو تین باتوں کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے۔ اس کے متعلق بھی میں تفصیلات نہیں بیان کروں گا بلکہ مذاہب کے مختلف پہلو بیان کروں گا۔

مختلف مذاہب میں تین اصول ہیں جن پر اختلاف ہوا ہے۔ اول انسان کس طرح دنیا میں آیا؟ دوم کس غرض کے لئے دنیا میں آیا؟ سوم اس بات پر کہ کہاں جائے گا؟ یہی تین باتیں ہیں جن کی وجہ سے اختلاف ہوا اور مختلف مذاہب پیدا ہو گئے۔ ان ہر سہ امور کے متعلق جس قدر مسائل ہیں ہم ان کے گرد چکر لگائیں گے۔

اشتراکِ مذہب

نئے علوم کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک اور سوال بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ مذاہب کا باہم کس حد تک اشتراک ہے یعنی وہ کن باتوں میں باہم ملتے ہیں اور کن خیالات کے دائروں کے اندر وہ پیدا ہوئے ہیں؟

یہ سوال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ مذہب سے الگ ہو کر سمجھتے ہیں کہ وہ جھوٹ ہے اس غرض کے لئے انہوں نے یہ خیال نکالا ہے کہ کن باتوں میں مذاہب ملتے ہیں اور کن باتوں میں اختلاف ہے؟ پھر ان دو باتوں کو مدنظر رکھ کر وہ کہتے ہیں کہ ان کے باہر سے آنے کی ضرورت نہیں یہ اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے الہام کی ضرورت نہیں۔ پہلی بات کے متعلق کہ کن باتوں میں ملتے ہیں وہ ان کو مشترک سچائیاں کہہ کر الہام کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں اور دوسرا حصہ کہ کن دائروں کے اندر وہ خیالات پیدا ہوئے ہیں اس کے متعلق وہ ہر قسم اور ملک کی پہلی حالت کو لیتے ہیں اور پھر ان کے مذہب کو لیتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ یہ ان خیالات کا نتیجہ ہے اور اس طرح پر کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا مذہب نہیں۔ یہ جدید تحقیقات مذاہب کے علم کے متعلق ہیں اور اس علم کو موازنہ مذاہب یا کمپیریٹو ریلیجن (Comparative Religion) کہتے ہیں۔ یہ اصول علوم ہیں مذاہب کے متعلق۔

مذہب اسلام

تفصیلی طور پر مذہبی علوم یہ ہیں کہ (۱) ایک علم اسلام کا ہے اسلام مذاہب میں سے ایک مذہب ہے پس انسان اس کی تحقیقات کرے۔

مذہب مسیحی

(۲) دوسرا مذہب مسیحیت ہے۔ جب تحقیقات مذاہب ہو گی تو یہ سوال ہو گا کہ مسیحیت کیا ہے؟ جب علمی تحقیقات ہو نگی تو اس کے فرقوں کو دیکھنا ہو گا۔ اس

کے چار بڑے فرقے اصول کے لحاظ سے ہیں۔

اول۔ رومن کیتھولک:۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے خلیفہ پیٹر (پطرس) تھے۔ پطرس حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری اور خلیفہ تھے اس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ روم میں رہے۔ وہ (کیتھولک) کہتے ہیں کہ جب روم میں گئے تو ان کو قائم مقام مقرر کیا تھا اس لئے وہ ان کا خلیفہ تھا۔ روم کے پادریوں کا سب سے بڑا افسر جس کو پوپ کہتے ہیں اس کو وہ پطرس کا جانشین اور خلیفہ سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ باقی جس قدر پادری ہیں وہ اس کی اطاعت کریں۔ اگر وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے تو مسیح کی بھی نہیں کرتے۔ غرض وہ حضرت مسیح کی خلافتِ متواترہ کا اقرار کرتے ہیں۔

میں اس وقت یہ بحث نہیں کروں گا کہ یہ غلط ہے یا صحیح بلکہ مجھ کو تو صرف یہ بتانا ہے کہ یہ بھی ایک علم ہے۔ پھر وہ لوگ حضرت مریم کی طرف بھی کچھ خدائی صفات منسوب کرتے ہیں اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ مرجاتا ہے تو اس کی قبر یا لاش سے دعا کرتے ہیں۔ سائنس کے طریق پر بعض لاشوں کو محفوظ رکھتے ہیں اور بزرگوں کی قبروں پر یا جہاں انہوں نے دعائیں کی ہوں جاتے ہیں۔

انتظامی طور پر وہ خلیفہ کو مانتے ہیں اور مذہبی لحاظ سے ان کا خیال ہے کہ حضرت مسیحؑ اور مریم اور دوسرے بزرگوں کی قبر یا مقاماتِ مقدسہ پر دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

ان میں ایک رسم عشاءِ ربانی کی ہے۔ کہتے ہیں کہ مسیح نے اپنی گرفتاری سے پہلے شراب یا انگور کا رس اور روٹی کا ٹکڑا لے کر پیا اور حواریوں کو دیا اور اس کی تعبیر اپنے گوشت اور خون سے کی۔ یہ اس کی نقل کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں یعنی وہ ڈبل روٹی کو گوشت اور شراب کو اس کا خون یقین کرتے ہیں رومن کیتھولک کے ماتحت بہت بڑا علاقہ ہے اور رومن کیتھولک پرانے طریق کے عیسائی ہیں۔

دوسرا فرقہ گریک چرچ (Greek Church) ہے گریک چرچ کے معنے ہیں یونانی گرجا۔ یہ لوگ پانچویں مسیحی میں جدا ہو گئے۔ یونانیوں میں بت پرستی زیادہ تھی یہ لوگ رومیوں کے اس خیال کو صحیح نہیں سمجھتے کہ پوپ مسیح کا قائم مقام ہے اس لئے وہ پوپ سے الگ ہو گئے۔ ان کا بڑا پادری پیٹری یارک کہلاتا ہے جو قسطنطنیہ میں رہتا ہے اس کو بھی پوپ کی طرح وہ مسیح کا قائم مقام نہیں سمجھتے۔

تیسرا مذہب پروٹسٹنٹ۔ پروٹسٹنٹ کے معنے ہیں مقابل میں اظہار نفرت یا اظہار علیحدگی۔ ان لوگوں نے پوپ سے علیحدگی کا اظہار کر دیا۔ رومن کیتھولک سے یہ لوگ نکل کر علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہر شخص آزاد ہے پوپ کچھ چیز نہیں ان کے ہاں بھی گرجا ہے اور وہ اسے بادشاہ کے ماتحت سمجھتے ہیں۔ یہ تو انگلستان کا حال ہے یورپ کے باقی ممالک والے گرجے کے ماتحت سمجھے جاتے ہیں جن میں عام لوگوں کی بھی رائے ہوتی ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح کی صلیب کے سامنے یا کسی بزرگ یا مریم کے بت کے سامنے جھکنا جائز نہیں اور انجیل کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کرنا جائز ہے برخلاف رومن کیتھولک والوں کے جو کہتے ہیں کہ انجیل اصلی زبان میں پڑھنی چاہئے۔

چوتھا فرقہ یونی ٹیرین ہے جو ایک خدا کو مانتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے بلکہ ان کو آخری اور بڑا نبی یقین کرتے ہیں۔

عیسائیت کے یہ بڑے بڑے فرقے بیان کئے ہیں ان میں چھوٹے اور بھی بہت سے فرقے ہیں لیکن بڑے بڑے فرقے یہی ہیں۔

یہودی مذہب

(۳) تیسرا مذہب یہودیت ہے۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں اور توراۃ کو مانتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جھوٹا یقین کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آنے والے مسیح کی پیشگوئی ضرور ہے مگر مسیح ابن مریم کا دعوی غلط ہے وہ کہتے ہیں مسیح سے پہلے ایلیا نبی آسمان سے آئے گا۔ ملاکی نبی تک سب کو مانتے ہیں البتہ حضرت سلیمان کو بھی بڑا کہتے ہیں اور حضرت داؤد کو نبی مانتے ہیں۔ اصل مذہب کی بنیاد توراۃ پر رکھتے ہیں۔

یہودی مذہب کے دو بڑے فرقے ہیں۔ ایک صدوقی دوسرے فریسی

صدوقی سیاسی فرقہ ہے اور آزاد خیال ہے۔ ان کا یہی خیال تھا کہ بائبل ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس لئے وہ حالات زمانہ کے ماتحت بائبل کے معنی کر لیتا تھا اور یہ فرقہ چونکہ سیاسی تھا بادشاہوں کی مدد پر تھا۔ بادشاہوں کو بھی اپنی حکومت چلانے کے لئے ان کی ضرورت تھی اس لئے وہ بھی ان کی مدد کرتے اور آزادی دے دیتے تھے تاکہ حسب مطلب معنے کر لیں۔

درحقیقت یہ ایک سیاسی فرقہ تھا اس فرقہ کو کسی حد تک اہل حدیث کی مانند کہہ سکتے ہیں۔ دوسرا فرقہ فریسی حنفیوں کی مانند ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ بزرگوں کے اقوال کی بھی تقلید ضروری ہے اور دوسرے ملکوں کے فتح کرنے کے خلاف تھے بلکہ اپنے ملک کو محدود رکھنا چاہتے تھے۔

چونکہ صدوقی فرقہ ایک سیاسی فرقہ ہی تھا اس لئے یہودیت کی تباہی کے ساتھ وہ مٹ گیا۔

(۴) چوتھا ہندو مذہب ہے۔ دراصل یہ کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے آنے سے پہلے جو لوگ ہندوستان میں موجود تھے وہ ہندو کہلاتے تھے ان میں موٹے موٹے فرقے یہ ہیں۔

ہندو مذہب

سب سے زیادہ اور سب سے قدیم سناتن دھرم ہے یہ بہت پرانا مذہب ہے اور وید پر یقین رکھتے ہیں اور اس کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وید کے بعد کوئی نئی شریعت اور کتاب نہیں آئی ہے بلکہ اوتاروں کے ذریعہ وید کا علم آتا ہے۔ کرشن اور رام چندر کو اوتار مانتے ہیں۔ اس مذہب کا زیادہ مدار بت پرستی پر ہے اور تین بڑے دیوتا برہما' وشنو اور شو کو مانتے ہیں اور بھی چھوٹے چھوٹے بہت سے دیوتاؤں کو مانتے ہیں مگر سب سے بڑے یہی ہیں۔ آگے پھر ان میں مذہبی فرقے ہیں۔ بعض برہما کو بڑا بتاتے ہیں اور بعض وشنو کو اور بعض شو کو۔ برہما پیدائش کا دیوتا ہے' شو آرام اور دولت کا' اور وشنو ہلاکت کا یعنی موت کا۔ پھر ان فرقوں میں ایک اہم فرقہ ہے جو کرشن جی کو ماننے والا ہے وہ وید کو خاص طرز پر مانتے ہیں لیکن ان کا خیال ہے کہ کرشن جی نے گیتا میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ وید کو پڑھ کر نہیں آتا اس لئے وہ گیتا ہی کو پڑھتے ہیں۔ وہ گیتا کے علم کو مکمل سمجھتے ہیں اور ویدوں پر اس کو فضیلت دیتے ہیں اس لئے وہ ایک نیا ہی فرقہ ہے۔ پھر ایک اور فرقہ ان میں ویدانتی یا ویدانت کہلاتا ہے۔ اس فرقہ والے سمجھتے ہیں کہ سب کچھ خدا ہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کو ایک خدا کا خیال ہے اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سب کچھ ہمیشہ سے ہے۔ اور اگر یہ ہمیشہ سے نہیں تو پھر کہاں سے آگیا۔ پس یہ خدا کا خیال ہے اور درحقیقت یہ کچھ نہیں۔ پھر ایک فرقہ وام مارگ ہے ان کا عقیدہ عملی طور پر یہ ہے کہ ساری روحانی ترقی عیاشی پر موقوف ہے۔ یہ لوگ کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں۔

پھر ایک مذہب آریہ مذہب ہے یہ اوتاروں کو نہیں مانتے اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے روح اور مادہ کو پیدا نہیں کیا بلکہ یہ دونوں چیزیں بھی ہمیشہ سے مستقل طور پر ہیں۔ اپنے وجود کے لئے خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کو لے کر جوڑ جاڑ دیا جس طرح کمہار مٹی لے کر برتن بنا دیتا ہے۔ اور یہ مذہب نجات کے متعلق کہتا ہے کہ جو کچھ ملتا ہے وہ صرف کرموں کا پھل ہے اور اس کو تناسخ یا آواگون کا عقیدہ بتاتے ہیں کہ انسان بار بار اپنے عملوں کی جزاء سزا بھگتنے کے لئے اسی دنیا میں بار بار آتا رہتا ہے اور کبھی اس کو ہمیشہ کی نجات نہیں مل سکتی۔

(۵) پانچواں مذہب بدھ مذہب ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ سب سے زیادہ تعداد اسی مذہب کی ہے یہ مذہب پیدا تو ہندوستان میں ہوا مگر اب اس کے ماننے والوں کی بڑی تعداد ہندوستان سے باہر ہے چین اور جاپان وغیرہ میں اسی مذہب کے ماننے والے کثرت سے ہیں۔

بدھ مذہب

اس مذہب کا بانی بدھ ایک راجہ کا بیٹا تھا۔ انہوں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کی یاد کی۔ وہ کہتے ہیں کہ خواہشات کے مٹا دینے کا نام نجات ہے اور خواہشات کا مٹانا فنا ہو جانا ہے۔ یہی اس مذہب کا بڑا امتیاز ہے۔ وہ ہر قسم کی خواہشات ہی کو مٹا دینا چاہتے ہیں اس لئے وہ روزہ نہیں رکھتے اور دوسری قسم کی عبادات کو بھی مٹا دیا کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی خواہش ہے اور خواہش کے مٹا دینے کا نام فنا ہوتا ہے اور یہی نجات ہے۔

(۶) چھٹا مذہب جین مت ہے۔ اس مذہب کے ماننے والوں کی تعداد ہندوستان میں دو اڑھائی کروڑ ہو گی۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کوئی نہیں چند پاک روحیں مل کر دنیا پر حکومت کرتی ہیں اور باقی تمام ارواح ترقی کرتی ہیں اور اس ترقی میں کبھی کوئی وقت آجاتا ہے کہ وہ نجات پا جاتی ہیں۔ انسان کی روح کو مادہ لگ گیا ہے جب وہ مادہ جھڑ جاتا ہے تو وہ نجات پا جاتی ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کانٹا کپڑے کو لگ جائے اور اس کانٹے کو الگ کر دیا جائے ان کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ جب تک وہ مادہ جھڑتا نہیں روحیں بار بار آتی رہتی ہیں اور بار بار آنے کا نام تناسخ ہے۔ یہ عقیدہ سب میں ہے۔

جینی مذہب

(۷) ساتواں زرتشتی مذہب کا علم ہے۔ یہ مذہب پانچ ہزار برس پہلے ایران میں پیدا ہوا تھا۔ بعض کا خیال ہے یہ ہندو مذہب سے بھی پہلے کا ہے۔

زرتشتی مذہب

زرتشت ایک شخص ہے جس پر یہ مذہب نازل ہوا۔ اس مذہب کے عقائد اسلام سے ملتے ہیں۔ اعمال میں وضو، تیمم، نماز بھی پائی جاتی ہے اور دوزخ اور بہشت کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا سب سے بڑا اختلاف دوسرے مذاہب سے یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا جلوہ آگ اور سورج کو یقین کرتے ہیں اس لئے اس کی عام طور پر پوجا کرتے ہیں۔ اس کے بعد پانی اور ہوا عناصر کے بھی پرستار ہیں۔ عملی طور پر دوسرے مذاہب کے بعض اعمال سے بہت بڑا اختلاف ہے۔ مثلاً ہندو مردوں کو جلاتے ہیں اور مسلمان، عیسائی، یہودی سب دفن کرتے ہیں۔

یہ لوگ جن کو زرتشتی یا پارسی کہتے ہیں نہ جلاتے ہیں نہ دفن کرتے ہیں بلکہ گدوں کو کھلاتے ہیں۔ اس کام کے لئے انہوں نے ایک جگہ بنائی ہوئی ہے جس کو دخمہ کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کا جو نام ہے اس کا ترجمہ ہے "مینار خاموشی" جو لوگ اس میں مردوں کو رکھتے ہیں اور یہ کام کرتے ہیں ان کو باہر نکلنے نہیں دیتے۔

سکھ مذہب

(۸) آٹھواں مذہب سکھ مذہب ہے۔ اس مذہب کے بانی گورونانک صاحب ؒ کے عمل اور کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اچھا جانتے ہیں۔ ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندو بزرگوں کو بھی اچھا جانتے ہیں۔ ان میں کوئی شریعت نہیں۔ انکی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب ہے اسی کو یہ مانتے ہیں مسلمانوں سے اختلاف اور عداوت کی وجہ سے ان سے الگ ہو گئے ہیں۔

عام طور پر اس مذہب میں اخلاقی تعلیم ہوتی ہے۔ بہادر بنو۔ جھوٹ نہ بولو۔ وغیرہ۔

اس کے دو بڑے فرقے ہیں۔ ایک اکالی دوسرے اوداسی۔ اوداسی پرانے ہندو بزرگوں کو بھی مانتے ہیں اور اکالی کہتے ہیں کہ سکھ نیا مذہب ہے ہندوؤں سے تعلق نہیں۔ آجکل اس فرقہ کا بہت زور ہے اور چھوٹے چھوٹے بہت سے فرقے اس مذہب میں ہیں۔

جاپانی مذہب

(۹) نواں مذہب شنٹو ازم ہے جو جاپان کا مذہب ہے۔ ان میں نہ شریعت ہے نہ کوئی قانون ہے۔ اخلاقی باتیں ہوتی ہیں اور وہ روح کی طاقتوں کے قائل ہیں۔ مردوں کی روحوں کی پرستش کرتے ہیں۔

مذہب فلسفہ

(۱۰) دسواں مذہب فلسفہ کا ہے۔ یہ شک و شبہ کا مذہب ہے۔ دہریہ بھی اسی میں داخل ہے۔ یورپ میں ان کو اگناسٹک (Agnostic) کہتے ہیں اس کے معنی ہیں۔ "میں نہیں جانتا" اس مذہب کی بنیاد محض وہم پر ہے۔

ان کے سوا کچھ نئے مذہب پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک بابی مذہب ہے اس کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ایک نیا رسول صاحب شریعت آیا ہے۔ اس مذہب کا بانی ایک شخص محمد علی باب تھا جس کے نام سے منسوب ہو کر یہ لوگ بابی کہلاتے ہیں پھر اس کے بعد اس کا ایک خلیفہ بہاء اللہ اس کا جانشین ہوا اور اس کے نام سے منسوب ہو کر اس مذہب کا نام بہائی ہو گیا اور اب یہ لوگ اپنے آپ کو اسی نام سے ہی پکارا جانا پسند کرتے ہیں۔

اس مذہب کا خیال ہے کہ حضرت امام حسین کی اولاد میں سے ایک امام غائب ہو گیا تھا جو اب

تک زندہ ہے وہ امام غائب ایک شخص کو اپنا قائمقام بناتا ہے وہ اس کا جانشین ہوتا ہے گویا وہ شخص امام غائب اور دوسرے لوگوں کے درمیان ایک واسطہ اور باب ہوتا ہے۔ باب دروازہ کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ باب معصوم ہوتا ہے اس سے غلطی اور خطا نہیں ہوتی کیونکہ وہ امام مہدی کا آئینہ ہوتا ہے اور یہ بھی ان کا عقیدہ ہے کہ مہدی کو علم غیب حاصل ہے۔ محمد علی باب مارا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرا جانشین ایک صبح ازل ہو۔ دراصل یہ ایک لقب تھا جو محمد علی کے بعد اس کے جانشین مرزا یحیٰی نے اپنا رکھ لیا۔ یہ میرزا یحیٰی بہاء اللہ کا بھائی تھا۔ یہ فرقہ چونکہ حکومت ایران کے خلاف تھا اور باب بھی شاہی حکم سے مارا گیا تھا۔ صبح ازل نے جب دیکھا کہ اس کے سرگرم اور جوشیلے مرید قتل ہو رہے ہیں تو بہت گھبرایا اور بغداد کو بھاگ آیا جہاں اس نے آکر خوف سے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ اس موقع کو اس کے بھائی بہاء اللہ نے جس کا اصل نام میرزا حسین علی تھا غنیمت سمجھا اور بہاء اللہ کا لقب اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگا اب صبح ازل تو بیٹھا رہ گیا اور بہائی فرقہ بڑھ گیا۔ یہ فرقہ ایک ایسا فرقہ ہے کہ جس کا مذہب اور عقیدہ عملی طور پر یہ پایا جاتا ہے کہ جو یورپ والے کہیں وہی تعلیم اپنی بتا دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا سا طریق ہے کہ جو تعلیم یافتہ لوگوں نے کہہ دیا وہی اسلام ہے۔ بہائیوں کا عملی طریق یہی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگوں کے خیالات کو لیکر اور کچھ اخلاقی تعلیم پیش کر دیتے ہیں۔

برہمو مذہب

(۱۱) گیارھواں مذہب یا دوسرا جدید مذہب برہمو مذہب ہے۔ یہ عقلی مذہب ہے اور کہتے ہیں ہمارے عقیدہ کی بنیاد عقل پر ہے۔ یہ لوگ دعا بھی کرتے ہیں مگر دعا کی قبولیت کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دعا سے صرف خدا کی محبت بڑھتی ہے۔

تھیاسوفی مذہب

تیسرا جدید مذہب تھیاسوفی ہے۔ اس مذہب کو بڑھانیوالی ایک عورت ہے اور آج کل اس کی سردار بھی ایک عورت ہے جس کا نام اینی بسنٹ ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ انسانی روحیں واپس آتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صداقت بیشک ہے مگر وہ نہ تو کسی خاص عقیدہ سے مخصوص ہے نہ کسی خاص انسان سے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان خدا کو دیکھ لیتا ہے مگر کسی مذہب کی پیروی سے نہیں بلکہ انسانی تدبّر اور فکر کے ساتھ۔

یونی ٹیرین مذہب

چوتھا جدید مذہب یونی ٹیرین ازم یعنی نفع کا مذہب ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مذاہب سب جھوٹے ہیں۔ جس چیز میں سب سے زیادہ نفع ہو وہی اچھی

ہے یہ مذہب دہریت کی ایک شاخ ہے۔

دیو سماج مذہب پانچواں جدید مذہب دیو سماج ہے یہ بھی دہریہ ہے اس کا بانی خدا کا تو انکار کراتا ہے مگر اپنی پوجا کراتا ہے وہ کہتا ہے کہ ارواح ترقی کر کے اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ دراصل یہ مذہب جین مت سے نکلا ہے۔

سپر چولزم مذہب چھٹا جدید مذہب سپر چولزم ہے اس مذہب کے ماننے والے کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد روحیں اس دنیا میں آتی ہیں اور اس جہان کی خبریں دیتی ہیں۔ حالانکہ اصل تو یہی ہے کہ یہ معلوم کرنا ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔

ان کے علاوہ ہزاروں قدیم و جدید مذہب ہیں مگر ان کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔

مذاہب کے اس مختصر تذکرہ کے بعد اب میں اسلام کو لیتا ہوں جس کو میں نے بیان تو سب سے پہلے کیا تھا مگر اسے چھوڑ دیا تھا اس لئے کہ وہ عظیم الشان ہے۔

اسلامی علوم علوم اسلامی میں سے پہلی بات علم العقائد ہے اور علم العقائد میں سب سے اہم مسئلہ ہستی باری تعالیٰ ہے۔ یہ معمولی علم نہیں بلکہ اس میں بڑی بڑی بحثیں ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نظر آسکتا ہے یا نہیں؟ مل سکتا ہے یا نہیں؟ یا ملنے کے کیا نشان ہیں؟ بندوں سے کس طرح تعلق رکھتا ہے؟ ان سے اپنی محبت یا غضب کا کس طرح اظہار کرتا ہے؟ ہمارا اور خدا کا کیا تعلق ہے؟

غرض ہستی باری تعالیٰ کی کئی شاخیں ہیں۔ میں نے پچھلے سال اس مسئلہ پر سالانہ جلسہ کے موقع پر تقریر کی تھی اور نو گھنٹے تک تقریر کی تھی۔

عام طور پر لوگ ہستی باری تعالیٰ کو نہیں سمجھتے۔ پھر اس کے ساتھ صفات باری تعالیٰ کا عقیدہ ہے اور اس کے متعلق بھی بہت سے پہلو ہیں۔ صفات باری تعالیٰ کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ سب مسائل اسی میں آتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ ملائکہ کا ہے۔ اس کی بھی بہت سی شاخیں ہیں۔ ملائکہ ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا چیز ہیں؟ اور انسان سے ان کا کیا تعلق ہے؟ اگر کوئی تعلق ہے تو کیا ہے؟ اور انسان کا اس میں کہاں تک دخل ہے اور وہ کس طرح ملائکہ سے تعلق پیدا کر سکتا ہے؟ پھر ملائکہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ پر بھی میری مفصل تقریر شائع ہو چکی ہے جو سات آٹھ گھنٹے تک ہوئی تھی۔

تیسرا مسئلہ وحی اور الہام کا ہے۔ اس کے بھی مختلف پہلو ہیں۔ خدا کا کلام کس طرح نازل

ہوتا ہے یعنی لفظوں میں نازل ہوتا ہے یا خواب کی صورت میں اس کا مضمون نازل ہوتا ہے؟ خواب ہو تو اس کی تعبیر کس طرح کی جاتی ہے اور کس طرح معلوم ہو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ یہ بہت وسیع مضمون ہے۔

چوتھا علم۔ علم العقائد میں نبوت اور رسالت ہے۔ اس کے بھی مختلف پہلو ہیں۔ اصلاح کے لئے جو آتے ہیں کیا وہ خدا ہوتے ہیں یا آدمی ہوتے ہیں؟ کس غرض کے لئے آتے ہیں؟ کس حد تک وہ کام کر کے جاتے ہیں؟ ان کی صداقت کی کیا علامات ہوتی ہیں؟ ان کی زندگیاں کیا اثر رکھتی ہیں؟ یہ بھی ایک وسیع علم ہے

پانچواں علم۔ علم العقائد میں دعا ہے۔ یہ مضمون بھی بہت وسیع علم ہے دعا کیا چیز ہے؟ دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہوتی ہے تو کس طرح؟ ساری قبول ہوتی ہے یا تھوڑی؟ اور اگر قبول ہوتی ہے تو اس کے کیا نشانات ہیں؟ اور کس طرح معلوم ہو کہ دعا قبول ہو گئی؟ پھر یہ کہ کن الفاظ اور کس حالت میں دعا قبول ہوتی ہے؟ غرض دعا کے مختلف پہلو اور سوال ہیں۔

چھٹا علم۔ علم العقائد میں تقدیر کا ہے۔ یہ علم بھی بڑا وسیع اور نازک ہے۔ اس کے مختلف پہلو ہیں۔ مثلاً کیا انسان کو خدا تعالیٰ نے ایسا پیدا کیا ہے کہ جس قدر اعمال وہ کرتا ہے سب خدا ہی کراتا ہے یا انسان کا بھی اس میں اختیار ہے؟ اگر انسان کا دخل نہیں تو پھر اسے سزا کیوں دیتا ہے؟ اس کے متعلق بھی میری تقریر سالانہ جلسہ پر ہو چکی ہے۔

ساتواں علم۔ علم العقائد میں بعث بعد الموت ہے۔ یہ علم بھی بڑا وسیع ہے اور اس کے مختلف پہلو ہیں۔ کیا مرنے کے بعد انسان زندہ ہو گا؟ پھر اگر زندہ ہو گا تو یہی جسم ہو گا یا صرف روح ہو گی؟ اور اٹھے گا تو کس طرح؟ اگر صرف روح ہو گی تو کیونکر اٹھے گا جسم ہو گا تو کیونکر؟ پہلے لوگ جو مر چکے ہیں کیا وہ اٹھ چکے ہیں یا باقی ہیں؟ کیا بعد میں آنے والے بھی اس کے ساتھ شامل ہو جائیں گے؟

آٹھواں علم۔ علم العقائد میں مسئلہ نجات یا فلاح ہے۔ اس مسئلہ پر اسی سال میں نے تقریر کی ہے۔ اس میں میں نے اس کے مختلف پہلوؤں کو کھول کر بیان کیا ہے کہ نجات کیا چیز ہے اور کیا وہ مرنے کے بعد ہو گی یا اسی زندگی میں؟ پھر مرنے کے بعد جو انعام ہو گا وہ مٹ جائے گا یا ہمیشہ رہے گا؟ ایسا ہی سزا کے متعلق کہ وہ ہمیشہ رہے گی یا ایک وقت خاص تک۔ غرض اس کے مختلف پہلو ہیں اور ان پر میری تقریر میں بحث ہے۔

علوم اسلامی میں دوسرا علم قرآن کریم ہے کیونکہ یہ وحی الہیٰ ہے۔ قرآن کریم بجائے خود بہت سے علوم کا مجموعہ ہے اور اس کے کئی حصے ہیں۔ اول متن پڑھنا اور اس کو سمجھنا ہے دوم علم تفسیر۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ پہلے لوگوں نے کیا معنے کئے ہیں۔ تفسیروں کے علم میں بیسیوں تفسیریں ہیں اور ایک ایک تفسیر بہت سی جلدوں میں لکھی گئی ہے یہاں تک کہ ایک تفسیر دو سو جلدوں میں ہے۔ غرض سینکڑوں جلدیں مختلف تفسیروں کی ہیں اور بہت سی ان میں سے چھپ چکی ہیں اور بہت ہیں جو ابھی نہیں چھپی ہیں۔

پھر علوم قرآنیہ میں تیسرا علم اصول تفسیر کا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف کے معنے اور تفسیر کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے یہ ایک مستقل علم ہے۔

۴۔ پھر ایک قرآن کریم کے متعلق علم قراءت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بعض الفاظ کو کسی جگہ سات سات طرز پر پڑھا ہے اور بعض دس دس طرز پر بھی پڑھا ہے یہ علم قرات سے معلوم ہوتا ہے اور جو لوگ اس کے عالم ہیں وہ جانتے ہیں یہ علم صرف قبائل کے لحاظ سے ہے۔ عربوں کے مختلف قبیلے اپنے لب ولہجہ کے لحاظ سے جس طرح پر ادا کرسکتے تھے ان کی آسانی کے لئے نبی کریم ﷺ اجازت دیتے تھے۔

پانچواں علم۔ علم تجوید۔ اس علم میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کو ادا کرتے وقت ٹھہرنا کہاں ہے اور کہاں لمبا کرنا ہے اس میں اعراب اور مدّ کے قواعد ہوتے ہیں۔

چھٹا علم۔ جمع القرآن ہے۔ اس علم میں اس امر پر بحث ہوتی ہے کہ قرآن مجید آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا یا نہیں اور لکھا گیا تو سارا لکھا گیا؟ اہل یورپ نے جمع قرآن پر اعتراضات کئے ہیں اس علم کے ذریعہ ان اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے۔

ساتواں علم۔ تاریخ نزول و ترتیب قرآن کریم ہے۔ قرآن مجید کی آیات اس وقت تو ملی جلی ہیں۔ اس علم کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسی آیت کس وقت اتری۔ یہ ایک مستقل علم ہے۔

آٹھواں علم، حل لغت قرآن بالقرآن ہے۔ قرآن کریم اپنے الفاظ کے معنی خود کرتا ہے۔ یہ علم بھی ایک مستقل علم ہے۔ غرض قرآن کریم کے متعلق یہ آٹھ علم ہیں۔

تیسرا علم علوم اسلامیہ میں سے علم الحدیث ہے اس کی بھی کئی شاخیں ہیں۔

(۱) خود حدیث ہے نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حدیث ہے اس کا ایک حصہ وہ

ہے جس کو روایت کہتے ہیں۔ جیسے ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ایسا سنا یا حضرت ابو بکرؓ کا کہنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ یا کسی اور صحابی کا ایسا کہنا روایت ہے اور اس روایت کو حدیث کہتے ہیں۔

(۲) دوسرا حصہ اصول حدیث ہے جس میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حدیث کس طرح پر لکھی گئی۔ اس کے اصول بیان کئے ہیں۔ اس علم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کتنی قسم کی حدیثیں ہوتی ہیں۔ بعض صحیح ہوتی ہیں بعض کمزور ہوتی ہیں۔ پھر ان اقسام حدیث کے درجے بتائے جاتے ہیں۔ یعنی کہاں تک کوئی حدیث اثر رکھتی ہے۔

اس علم کی ایک شاخ اور نکل آئی ہے وہ اسماء الرجال ہے اس علم میں یہ بحث ہے کہ فلاں راوی صادق ہے یا کیسا ہے' اس کا حافظہ کیسا ہے' وہ ملا بھی ہے یا نہیں غرض راویوں کے حالات پر بہت کھول کھول کر بحث کی جاتی ہے اور ان ساری باتوں کا اثر حدیث پر جا پڑتا ہے۔

چوتھا حصہ حدیث کے متعلق تاریخ حدیث ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حدیث کے لکھنے کا خیال کیونکر پیدا ہوا اور کس زمانہ میں حدیث کی تحریر شروع ہوئی مؤلفین نے حدیث کا ذکر بھی کیا ہے اور یہ بھی کہ اس میں کیا کیا ترقیاں ہوئیں۔

پانچواں حصہ علم حدیث کے متعلق شرح حدیث ہے۔ جس طرح پر قرآن کریم کی تفسیر کی گئی ہے اسی طرح پر حدیث کی شرح لکھی گئی ہے۔

چھٹا حصہ موضوعاتِ حدیث کا ہے۔ اگرچہ یہ بحث اسماء الرجال میں بھی آجاتی ہے مگر بعض نے مستقل طور پر اس علم کو لیا ہے اور موضوع احادیث کو جمع کیا ہے۔

چوتھا علم۔ علوم اسلامی میں فقہ کا علم ہے اس کے بھی کئی حصہ ہیں ایک تو خود فقہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ وضو اس طرح کرنا چاہئے نماز اس طرح پڑھنی چاہئے۔ اس طرح زکوٰۃ' روزہ' نکاح' حج اور دوسرے مسائل لین دین' ورثہ وغیرہ کے متعلق حدیث میں بھی مسائل آتے ہیں مگر متفرق طور پر فقہ میں تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر کے بتا دیا ہے۔

فقہ کے علم کے ماتحت بھی کئی علم ہیں۔ ان میں سے ایک اصول فقہ ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ فقہ کیوں کر بنائی جاتی ہے۔ یعنی کن کن طریقوں پر اس کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ پھر آگے اس میں اختلاف ہو گا۔ کوئی کہے گا یہ بات قرآن کریم کے مطابق ہو۔ ایسا ہی کوئی کہے گا کہ قیاس اور عقل کو بھی دخل ہو گا۔

پھر صرف و نحو کا دخل ہو گا۔ اس کے لحاظ سے یہ معنے ہوں گے پھر اس سے بھی اختلاف ہو گا۔ غرض اصول فقہ میں یہ بحث ہو گی کہ کس طرح مسائل نکالے جائیں۔ فقہاء کے موٹے موٹے فرقے یہ ہیں۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔

حنفی زیادہ زور قرآن مجید سے اجتہاد کر کے مسائل کے ماننے پر زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں جو عقل سے ثابت ہوں وہ مانیں گے اور حدیث پر زور نہیں دیتے۔ یہ مسئلہ ان کو بھول جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فہم سب سے برتر ہے۔ یہ حالت اب ان لوگوں کی ہے ورنہ پہلے لوگوں کا عمل قرآن مجید اور احادیث ہی پر تھا امام ابو حنیفہ اولیاء اللہ میں سے تھے۔

شافعیؒ عقل کی طرف زیادہ جاتے ہیں۔

مالکی بھی عقل پر زور دیتے ہیں مگر حدیث پر بھی شافعی مذہب سے زیادہ زور دیتے ہیں۔ امام مالکؒ کی مؤطا بہت معتبر کتاب ہے۔

امام حنبل سب سے زیادہ زور حدیث پر دیتے ہیں۔

پانچواں فرقہ اہل حدیث کا ہے وہ بالکل حدیث پر چلتے ہیں اور عقل کو نہیں مانتے وہ کمزور حدیث کو بھی مقدم کر لیتے ہیں حالانکہ ضرورت تو یہ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت شدہ ہو یعنی قرآن مجید کے خلاف نہ ہو اور عقل بھی اس کو ردّ نہ کرے۔

پھر فقہ سے تعلق رکھنے والا تیسرا علم فتاوی سے تعلق رکھتا ہے علماء نے مسائل ضروریہ کے متعلق جو فتاوی دیئے ہیں ان سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

پانچواں علم 'اسرار شریعت کا ہے۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ نماز کیوں پڑھی جاتی ہے روزہ کیوں رکھا جاتا ہے غرض احکام شریعت کے وجوہ بیان کرنا اسرار شریعت ہے۔ اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کس حد تک اسرار شریعت معلوم ہو سکتے ہیں اور کس حد تک بیان کر سکتے ہیں۔

چھٹا علم 'اصول شریعت ہے۔ یعنی شریعت کی کیا کیا بنیاد ہے مثلاً خدا تعالیٰ کی وحی سے نازل شدہ علوم ہوتے ہیں یا وہ اصول جو رسول کی معرفت بتائے جاتے ہیں کس حد تک ان کے بیان کی ضرورت ہوتی ہے اور کس حد تک اجازت ہے یہ تفصیل ہوئی یعنی شریعت کے اصولوں کے بیان کرنے میں کس حد تک رسول کے اختیار میں ہے اور کس حد تک اس کو دوسرے لوگوں پر رکھا گیا ہے۔

ساتواں علم 'اختلاف المذاہب کا ہے۔ اس علم کے ذریعہ معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کے

مختلف فرقوں میں جو اختلافات ہیں وہ کس قسم کے ہیں۔ عقائد کے لحاظ سے مسلمانوں میں جو فرقے ہیں ان میں ایک دوسرے کے عقائد کے لحاظ سے کیا اختلاف ہے۔ مثلاً ایک سُنّی کہلاتے ہیں جن میں حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی سب داخل ہیں دوسرے شیعہ ہیں۔

سُنّیوں اور شیعوں کا بڑا اختلاف مسئلہ خلافت کے متعلق ہے۔ مسئلہ خلافت کے متعلق پھر بحث ہوگی کہ خلافت ہے یا نہیں۔ ہے تو کس حد تک ماننا ضروری ہے اور پھر خلافت انتخاب سے ہوگی یا اولاد سے؟

دوسرا مسئلہ اختلاف کا یہ ہے کہ قرآن مجید کی وحی لفظوں میں ہے یا یہ خیالات اور اس کا مضمون وحی ہوا؟ اسی ضمن میں خدا تعالیٰ کی صفات پر بحث ہے کہ کیا خدا کلام کر سکتا ہے یا اس کا بولنا اور سننا اور ہے؟

تیسرا اختلاف اس بات پر ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کے مقابلہ میں رسول کا بھی کوئی حق ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ اصول ہیں جو خلفاء کے ماننے والے لوگوں میں اور جو خلفاء کے متعلق اختلاف کرتے ہیں قابل غور ہیں۔

دوسرا فرقہ خارجیوں کا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد کوئی خلافت نہیں وہ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ چاہئے تھی اور یہ بھی ان کا خیال ہے کہ گناہ کے بعد ضرور جہنم میں جانا ہوگا۔ شفاعت نہ ہوگی ان کے فرقہ کی اصل بنیاد یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نعوذ باللہ غلطی کی جو خلیفہ مقرر کیا۔ خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وقت میں ہوئے ہیں۔

تیسرا فرقہ معتزلی ہے۔ عمر بن عمیر نے بنایا ان کا خیال ہے کہ عقل خدا نے دی ہے اس سے کام لیا جائے یہ لوگ صفات، تقدیر اور کلام کے منکر ہیں۔

چوتھا فرقہ شیعہ کا ہے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ امت میں ایک شخص ہو جو امام ہو اور یہ آپؐ کی اولاد کا حق تھا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت علیؓ اور پھر حضرت علی کی اولاد کا حق ہے۔ یہ فرقہ خصوصیت سے خلفاء کا دشمن ہے اور نعوذ باللہ ان کو ٹھگ قرار دیتا ہے۔

پانچواں فرقہ نیچری ہے۔ ان کا طریق یہ ہے کہ یورپ کے علوم کے ماتحت اسلام کو کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بڑی غلطی ہے کہ بندے کے علم کے موافق خدا کا کلام ہو۔ نیچریوں کا بظاہر عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا کا کلام خدا کے فعل سے الگ نہ ہو مگر جب تطبیق کرنے لگتے ہیں تو خدا کے کلام کی بجائے انسان کے کلام سے کرتے ہیں۔ یہ فرقہ معتزلہ سے ملتا ہے۔

چھٹا فرقہ اہل قرآن کا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول کا کام صرف ڈاکیئے کا کام ہے اس کی کیا حقیقت اس لئے وہ حدیث کو رد کر دیتے ہیں اور ہر بات قرآن کریم سے نکالتے ہیں اور اس وجہ سے کوئی نماز کی دو رکعت نکالتا ہے کوئی تین۔

یہ موٹی موٹی باتیں فرقوں کے متعلق بیان کی ہیں اور اس میں اس پر میں بحث نہیں کروں گا کہ ہر فرقہ کے دلائل کس حد تک غلط ہیں یا صحیح ہیں۔

ساتواں فرقہ۔ حقیقی اسلام احمدیت ہے۔ احمدیت کے متعلق سمجھنے والی یہ باتیں ہیں:-

اول۔ حضرت صاحبؑ کا کیا دعویٰ تھا پھر یہ کہ نبوت کا دعویٰ تھا یا نہیں؟ اور یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے یا نہیں؟

دوم۔ دعویٰ کے بعد یہ سوال آتا ہے کہ آپ کا دعویٰ مسیح موعود کا تھا۔ اس دعویٰ کے ضمن میں یہ بات آئے گی کہ مسیح ابن مریمؑ فوت ہو گیا ہے یا نہیں؟ اگر فوت ہو گیا ہے تو کیا کوئی مسیح اس امت میں آنے والا ہے؟ اور اگر فوت نہیں ہوا تو کیا وہ مسیح ابن مریمؑ آئے گا؟ اور اگر وہ آئے تو اس کی آمد کا اثر آنحضرت ﷺ کی نبوت پر کیا ہو گا؟

تیسری بات یہ کہ احمدیت کی کیا غرض ہے؟ کیا اس سلسلہ کی ضرورت تھی تو کیا وہ ضرورت احمدیت کے آنے سے پوری ہو گئی؟

پھر حضرت صاحبؑ کے متعلق یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر وہ نبی یا رسول تھے تو کیا ان میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں میں ہوتی ہیں یا یہ کہو کہ جن معیاروں پر نبی یا رسول کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ بھی ان معیاروں پر پورے اترتے ہیں؟ اور یہ بھی کہ وہ معیار کیا ہیں؟

پھر ایک علم ہے پیشگوئی کی حقیقت کے متعلق۔ پیشگوئی کیا ہوتی ہے؟ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں کس قسم کی تھیں اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں کس قسم کی ہیں؟ پھر یہ بات بھی دیکھنی ہوگی کہ حضرت صاحب کی جماعت کا پہلے فرقوں سے کیا تعلق ہے؟ پھر نئے جھگڑوں میں یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت ہوگی یا خارجیوں کے طریق پر پارلیمنٹ؟ آئندہ احمدیت کی ترقی کا کیا نظام ہے اور اس میں افراد کی کیا ذمہ داری ہے؟

آٹھواں فرقہ تصوف کا ہے۔ مختلف لوگوں نے اس کے مختلف معنے کئے ہیں۔ کسی نے صفائی قلب کے معنے کئے ہیں کسی نے کچھ۔ عام طور پر یہ مراد لی جاتی ہے کہ جس سے صفائی قلب پر بحث

ہو۔ کس طرح پر اللہ تعالیٰ سے تعلق اور قرب پیدا ہوتا ہے؟ بڑے بڑے اولیاء اللہ گزرے ہیں۔

تصوف میں دوسری بات تاریخ تصوف ہے۔ یہ سلسلہ کب سے شروع ہوا اور کن لوگوں نے اس کو جاری کیا؟ کیا اغراض تھے اور کیا کام کیا؟ مختلف زمانوں میں کس قسم کے تغیرات تصوف میں ہوئے؟

تیسری بات اہل تصوف کے متعلق مذاہب تصوف ہیں جس میں اس بات پر بھی غور کیا جاتا ہے کہ آیا ان میں بھی اختلاف ہے اور اختلاف ہے تو کس قسم کا ہے؟ مختلف سلسلے تو پائے جاتے ہیں جیسے قادری' چشتی' سہروردی' نقشبندی۔ اصل اختلاف تو پایا نہیں جاتا مگر بعض باتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ اختلاف زیادہ تر مجاہدات کے متعلق ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا جیسا رنگ ان لوگوں نے اپنے علاقے کا دیکھا اور جس قسم کے امراض میں ان کو مبتلاء پایا اسی قسم کے علاج تجویز کئے۔ جیسے ڈاکٹر مختلف طریق سے علاج کرتے ہیں۔ کبھی بخار کے بیمار کو کونین دیتے ہیں اور کبھی جلاب دیتے ہیں۔

ان بڑے فرقوں کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے فرقے ہیں۔ انہی اہل تصوف میں ایک فرقہ ملاحدہ بھی ہے جو شریعت کو مٹاتے ہیں۔ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم طریقت کے مقام پر ہیں یا ایسی باتیں کرتے ہیں اگر کوئی شخص کشتی پر سوار ہو تو کنارے پر جا کر اترے یا کشتی میں ہی بیٹھا رہے؟ یہ لوگ اس قسم کی لغو باتیں کر کے دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں

ایک ملامتی فرقہ ہے یہ بھی گندہ ہے۔ اصل میں تو یہ برے نہیں ہوتے مگر وہ سمجھتے ہیں کہ ریاء سے تباہی ہوتی ہے اور اس کا علاج اس طرح پر کرتے ہیں کہ بعض ایسے کام کرنے لگتے ہیں جن سے دوسرے لوگوں میں بدنام ہو جائیں۔ مثلاً رات کو کسی فاحشہ عورت کے گھر میں جا سوتے ہیں اور وہاں جا کر تہجد پڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ ایسا طریق ہے کہ اس کا خطرہ زیادہ ہے۔ بعض لوگ اس طریق کو اختیار کر کے ہلاک ہو جاتے ہیں اور مختلف قسم کی گندگیوں میں مبتلاء ہو جاتے ہیں کہ اس سے نفس موٹا نہیں ہوتا مگر دراصل اس کا اثر اکثر خراب ہوتا ہے۔

نواں علم۔ علم القضاء ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ کس رنگ میں امور متنازعہ کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ گواہ کا بیان کس طرح پر ہو؟ اس پر جرح کس طرح پر ہو؟ کیا امور اس کی شہادت کے وزن کے لئے ضروری ہیں؟ قاضی کا علم' واقفیت اور تقویٰ و طہارت کیسی ہو؟ دوسرا حصہ اسی

علم کے متعلق تاریخ القضاء ہے۔ کس کس طرح یہ محکمہ مکمل ہوا اور کون سے بڑے بڑے قاضی اسلام میں گزرے ہیں؟

دسواں علم، علم الفرائض والمیراث ہے۔ میراث کے قوانین اگرچہ فقہ میں شامل ہیں مگر یہ مستقل علم ہے کیونکہ اس کا اثر سیاست اور قوم پر آکر پڑتا ہے۔

گیارھواں علم، علم الادعیہ والاذکار ہے۔ اس علم میں یہ بتایا جاتا ہے کہ کس کس وقت اور کون کونسی دعائیں اور اذکار کرنے چاہیں۔

بارھواں علم، علم السیر ہے۔ اس علم کے ذریعہ بڑے بڑے صحابہ اور دوسرے بزرگان کے حالات کا علم ہوتا ہے۔

تیرھواں علم، علم اخلاق ہے۔ کس طرح بری عادتوں اور ادنیٰ اخلاق کو ترک کرکے اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور عادات حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو اخلاقی امراض انسان میں پیدا ہوتے ہیں ان کے اسباب کیا ہیں اور کیوں ان امراض کو امراض سمجھا جاتا ہے۔

چودھواں علم، علم الکلام ہے۔ اس علم سے یہ مراد ہے کہ غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت کس طرح پر ثابت کی جاتی ہے اور اصول اسلام کو دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔

اسی علم کلام میں ایک شاخ علم بحث ہے جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ دوسرے مذاہب جو اسلام کے مقابلہ میں ہیں ان کے عقائد یا اصول کیونکر غلط ہیں۔ مثلاً عیسائیت کا یہ مسئلہ کہ خدا تین ہیں یا خدا مجسم ہے کیوں صحیح نہیں؟ یا ہندوؤں کے عقیدے کیوں درست نہیں؟ اس علم بحث کے پھر دو حصے ہیں۔ ایک حصہ وہ ہے جس میں دوسروں کی تردید دلائل سے ہوتی ہے۔

دوسرا اصول علم کلام ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ معیار صداقت کیا ہے؟ کس طرح دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے یہ سب باتیں اصول علم کلام میں بیان کی جاتی ہیں۔

سولھواں علم' سیاستِ اسلامیہ ہے۔ حکومت کا کیا انتظام ہو رعایا اور حکومت کے کیا تعلقات ہیں حکومت پر رعایا کے کیا حقوق ہیں اور رعایا پر کیا؟ یہ بہت وسیع علم ہے حکومت کس طریق سے کی جائے دوسری حکومتوں سے اس کے کیا تعلقات ہیں؟

غرض یہ سولہ موٹے موٹے علوم ہیں اور ان کی شاخیں ملا کر تو بہت بڑی تعداد ان علوم کی ہو جاتی ہے۔ دنیاوی علوم میں اگلے ہفتے میں بیان کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

تقریر دوم

(جلسہ لجنہ اماء اللہ منعقدہ مؤرخہ ۱۱- فروری ۱۹۲۳ء)

میں نے پچھلے ہفتہ مذہبی علوم کے متعلق تقریر کی تھی اس میں مذہبی علوم کے نام اور ان کی مختصر کیفیت بیان کی تھی اور اس میں بتایا تھا کہ مذہبی علوم میں ان مختلف عنوانوں کے نیچے بحث کی جاتی ہے یا اس مذہب کی یہ حقیقت ہے۔

میری غرض اس سے یہ نہ تھی کہ وہ علم کیا ہے اور کیسا ہے بلکہ صرف اتنا بتانا ہے کہ اس قسم کا ایک علم ہے اس مطلب کے بیان کرنے کے لئے جس قدر ضروری تھا بیان کیا اور اب بھی ایسا ہی کروں گا اس سے زیادہ بیان کرنا موضوع سے باہر لے جاتا ہے۔

آج میرا منشاء یہ ہے کہ دنیاوی علوم کے متعلق بیان کروں کہ وہ کتنے قسم کے ہیں اور کیا کیا ہیں اور اگر کسی علم کی کوئی اندرونی تقسیم ہے تو وہ بھی بیان کروں کہ کن کن مسائل پر اس میں بحث ہوتی ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا اور آج بھی بتاتا ہوں کہ علم سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ سچے ہی ہوں۔ بعض باتیں جہالت بھی ہوتی ہیں مگر عام طور پر وہ ایک علم کی ذیل میں آجاتی ہیں۔

جس طرح مذاہب میں (مذاہب ہی کہنا چاہئے کیونکہ اصل میں تو ایک ہی مذہب ہے جو اسلام ہے) میں نے ہندو مذہب اور دوسرے مذاہب کا ذکر کیا ہے حالانکہ میری غرض اس سے یہ نہ تھی کہ یہ مذاہب خدا تک پہنچاتے ہیں کیونکہ خدا تک پہنچانے والا صرف ایک ہی مذہب ہے جو اسلام ہے لیکن اسلام کی خوبی اور کمال کے جاننے کے لئے دوسرے مذاہب کا بھی مختصر علم تو ہو کہ وہ کیا ہیں؟

دنیاوی علوم

اسی طرح آج جب میں دنیاوی علوم کے نام لوں گا تو یہ مطلب نہیں ہوگا کہ واقعی ہر ایک علم ہے۔ صرف یہ مطلب ہوگا کہ بعض اس کو علم کہتے ہیں۔ جیسے اسلام کے مقابلہ میں ہندوؤں کے عقائد بتانے سے یہ غرض ہے کہ یہ معلوم ہو جائے اس میں کیا

نقص اور کمزوری ہے۔ اسی طرح جہالت کے علوم سے واقف ہونا ضروری ہے کہ اس کے معلوم ہونے سے جہالت ثابت کر سکتے ہیں اور کم از کم ان کے نزدیک ہم نہ جائیں گے جب اس کی برائی کا علم ہوگا۔ اب میں نمبروار دنیاوی علوم بتاتا ہوں۔

(ا) دنیاوی علوم میں سب سے پہلا علم جس کو تمام علوم کی بنیاد یا برتن یا طرف کہنا چاہئے وہ زبان کا علم ہے جب تک زبان کا علم نہ ہو انسان اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا نہیں سکتا۔ اس زبان کے علم کے یہ معنے نہیں کہ انسان اپنے خیالات دوسروں تک کس ذریعہ سے پہنچا سکتا ہے یہ آگے تین طرز پر تقسیم ہوتا ہے۔

علمُ اللّسان

اول۔ وہ زبان جو لفظ کے ذریعہ بتائی جاتی ہے جو منہ کی حرکات سے آواز پیدا ہوتی ہے یا منہ سے کوئی بات انسان بیان کرتا ہے جس کو دوسرے انسان کانوں سے سن کر سمجھتے ہیں جیسا کہ میں اب بول رہا ہوں اور تم اس کو سن رہے ہو تقریری زبان کہلاتی ہے۔

دوم۔ علم زبان کا ایک حصہ وہ ہوتا ہے جس کو تحریری زبان کہتے ہیں یعنی اپنے مطالب اور خیالات کو لکھ کر پیش کرنا۔ وہ الفاظ جو ہم بولتے ہیں ان کے لئے کچھ اشارات اور نقوش مقرر ہوتے ہیں ان کے ذریعے سے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے تم کو معلوم ہے کہ ہر بات لکھ کر پیش کر سکتے ہیں۔

سوم۔ ایک زبان اشارات سے تعلق رکھتی ہے اس میں نہ بولا جاتا ہے نہ لکھا جاتا ہے بلکہ اشارات ہوتے ہیں جیسے تار آتا ہے۔ تار دینے والا کچھ اشارات کرتا ہے اور لینے والا ان اشارات کو سمجھتا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے کہ ایک دفعہ ٹک ٹک ہوگا تو یہ حرف ہوگا دو دفعہ ہوگا تو یہ حرف ہوگا۔ پھر وہ ان اشارات سے کئی سو میل کے فاصلہ پر سے مطلب سمجھ لیتا ہے۔ یا پرانے زمانہ میں جانوروں یا مختلف قسم کی شکلوں کے بنانے سے اپنا مطلب ظاہر کر دیا کرتے تھے۔ مثلاً کتے سے یہ مطلب ہوگا یا شیر سے یہ مطلب ہوگا۔ مصر میں یہی زبان بولی جاتی تھی اور یہ تصویری زبان کہلاتی تھی لوگ اس سے مطلب سمجھ لیتے تھے۔

اشاراتی زبان

ایسی اشاراتی زبان میں وہ اشارات وغیرہ کی زبان بھی داخل ہے جو مثلاً گونگوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے وہ اپنے تمام خیالات اشارات سے ہی ظاہر کرتے ہیں۔ یا لڑائیوں میں جھنڈیوں اور شیشوں سے کام لیتے ہیں۔ گونگا اپنی بھوک پیاس کو ظاہر کرتا ہے یا سر پر ہاتھ رکھ کر اور آنکھیں بند کر کے بتاتا ہے کہ سونا ہے۔ یہ اشارات ہم دیکھتے

ہیں۔ اشارات کی زبان سے بڑے بڑے کام لئے جاتے ہیں۔ تار کی ساری زبان اشارات پر ہی موقوف ہے۔ لاہور سے بٹالہ کس طرح لفظ پہنچے گا؟ مگر تار کے ذریعہ بٹالہ تو کیا لنڈن اور دنیا کے تمام حصوں میں خبر پہنچائی جاتی ہے۔ اسی طرح جیسے میں نے کہا فوجوں میں کام لیا جاتا ہے۔ شیشہ سے اشارہ کرتے ہیں یا جھنڈی سے بتاتے ہیں اور دوست کو روشنی سے اشارہ کرتے ہیں کہ دشمن کمزور ہے یا زبردست ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کی ضرورت ہے یا گولہ بارود کی حاجت ہے۔ غرض بہت بڑے بڑے کام اس اشارتی زبان سے لئے گئے ہیں۔ اگر صرف الفاظ یا تحریر تک ہی زبان محدود ہوتی تو کام رک جاتے۔

غرض علم زبان سب سے مقدم ہے اور یہ تینوں علوم جدا جدا ہیں مگر تقسیم علوم زبان ہے اور یہ تینوں اس کی مختلف شاخیں ہیں اور اپنے اندر وہ بھی ایک وسیع علم رکھتی ہیں۔ زبان کے علم کے نیچے بعض اور مستقل علوم ہیں ان کا تعلق گو زبان ہی سے ہے مگر علمی تقسیم میں ان کو الگ قرار دیا ہے اس لئے میں بھی اسے دوسرا علم کہتا ہوں۔

علمِ بلاغت

(۲) دوسرا علم علم بلاغت ہے۔ یہ زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ بلاغت میں محض اظہار خیالات ہی مقصد نہیں ہوتا بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر ہوتا ہے جیسے بچہ روٹی کو توتی کہتا ہے یا اک غیر زبان کا آدمی یا انگریز کہتا ہے۔ کھانا مانگتا ہے۔ مطلب تو اس سے سمجھ میں آتا ہے مگر زبان صحیح نہیں ہوتی۔ زبان کا علم تو صرف اس قدر ظاہر کرتا ہے کہ خیالات ظاہر کر دیئے مگر بلاغت کا علم اس سے بڑھ کر تین باتوں پر بحث کرے گا۔

باتیں کتنی اقسام کی ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص کو کہیں کہ بڑا بہادر ہے لیکن شیر چونکہ بڑا بہادر ہوتا ہے اس لئے جب کہا جائے کہ فلاں شخص شیر ہے تو بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس طرح پر گویا اس میں استعارات اور مجاز سے بھی بحث ہوتی ہے۔

ایک شخص کی نسبت کہا جائے کہ غصہ ہو گیا تو اتنا اثر نہیں ہوتا لیکن جب کہیں کہ آگ بگولا ہو گیا تو اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس طرح پر گویا غیر لفظ بول کر اور مفہوم بن جاتا ہے اس علم بلاغت میں ایک بحث یہ ہوتی ہے کہ کلام خوبصورت کس طرح بنایا جاتا ہے۔ اس علم کی بدولت انسان اچھی طرح بولنے یا کہنے لگتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا اعلیٰ درجہ کی تقریر کرتا ہے یا بہت عمدہ لکھتا ہے تو یہ خوبی اس علم کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے۔ غرض علمِ بلاغت میں یہ باتیں ہوتی ہیں۔

علم لُغت

(۳) تیسرا علم، علم لغت ہے یعنی لفظوں کے معنی۔ یہ خود بہت بڑا علم ہے اور بہت وسیع ہے۔ زبان تو ہر شخص بول لیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ تکلیف ہے تو ہر شخص اس تکلیف کے اندازہ کو نہیں جانتا لیکن لغت بتائے گی کہ کس کس جگہ یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اسی محل کے لحاظ سے جب تکلیف کا لفظ بولا جائے گا تو سننے والا فوراً اس کے اندازہ کا ایک علم حاصل کرلے گا یہی علم ہے جو سب الفاظ کا احاطہ کرتا ہے یہ خود ایک مستقل علم ہے۔ اگرچہ علم زبان سے ہی وابستہ ہے مگر اب مستقل علم کی حیثیت اختیار کرگیا ہے۔

خط و کتابت

(۴) چوتھا علم، انشاء یا خط و کتابت ہے۔ اس میں یہ سکھایا جاتا ہے کہ کس طرح عمدگی سے اپنے خیالات کو تحریراً ظاہر کیا جاتا ہے۔

خط و کتابت اور کتاب لکھنے میں فرق ہے۔ کتاب لکھنے والا یہ سمجھتا ہے اور ہوتا بھی یہی ہے کہ وہ سب کے لئے لکھ رہا ہے۔ اور خط ایسا ہوتا ہے کہ لکھنے والا ایک شخص کو لکھتا ہے اور جو اس کو پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ مجھے لکھا ہے اور گویا وہ سامنے بیٹھ کر باتیں کر رہا ہے۔ اس طرح پر یہ علم ایک مستقل اور بڑا علم ہے اور اس علم نے اس زمانہ میں بڑی ترقی کی ہے۔ بڑے بڑے کالج اسی غرض کے لئے کھولے گئے ہیں جہاں علم انشاء یا خط و کتابت کا علم سکھایا جاتا ہے۔ پھر اس خط و کتابت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ تاجروں کی خط و کتابت کس قسم کی ہو؟ افسروں اور ماتحتوں کی خط و کتابت کے کیا مراتب ہونے چاہئیں اس غرض کے لئے مدرسہ اور کالج کھولے گئے ہیں۔ ان میں بتایا جاتا ہے کہ کس طرح خط کو زیادہ مؤثر بنایا جاتا ہے اور اس میں حفظ مراتب کے آداب اور امتیاز کو بھی سکھایا جاتا ہے۔

اخبار نویسی

(۵) پانچواں علم، اخبار نویسی کا علم ہے۔ انگریزی میں اس کو جرنل ازم (Journalism) اور عربی میں صحافت کہتے ہیں۔ یہ علم بھی بڑا وسیع علم ہے۔ ہمارے ملک میں تو نہیں مگر یورپ اور امریکہ میں اس کے بڑے بڑے مدرسے ہیں جن میں اخبار نویسی کا فن سکھایا جاتا ہے۔ اس فن کی بہت سی شاخیں ہیں۔ کس طرح اخبار کا لیڈر لکھا جائے۔ خبروں کو کس طرح چنا جائے اور کس طرح پر ان کی ترتیب ہو۔ عنوان کیسے قائم کئے جائیں کہ اخبار پڑھنے والے پر اس کا فوری اثر ہو اور وہ اس کے مضمون کو عنوان ہی سے سمجھ لے۔ کس طرح پر ایک مضمون یا واقعہ کو لکھا جائے کہ وہ اپنے مفید مطلب ہوسکے۔ مثلاً زید اور بکر لڑتے ہیں۔ زید کا دوست ایسے طور پر بیان کرتا ہے کہ زید مظلوم تھا اور بکر کے دوست ایسے طور پر کہ بکر

مظلوم سمجھا جائے۔

غرض یہ بڑا علم ہے اور اس کی مختلف شاخیں ہوتی ہیں جن میں سے بڑی یہ ہیں کہ کس طرح پر اخبار مفید اور دلچسپ ہو سکے اور پبلک کی رائے کا وہ آئینہ ہو جائے اور وہ اپنا اثر ڈال سکے۔ پھر اخبارات کی حد بندی ہوتی ہے مثلاً بعض مذہبی اخبار ہوتے ہیں بعض تجارتی بعض کسی خاص جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور سیاسی اغراض میں بھی ان کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔

علم الہجو واللّطائف

(۶) چھٹا علم جو اسی زبان کے نیچے آتا ہے علم الہجو واللّطائف ہے اس علم میں اس بات سے بحث کی جاتی ہے کہ کس طرح پر ہجو کمال کو پہنچ جائے اور اس میں زبان اور تحریر کی خوبی بھی اعلیٰ درجے کی رہے۔ اسی طرح ایسا لطیفہ ہو کہ سب بے اختیار ہنس پڑیں۔ اس فن میں جو لوگ کمال حاصل کرتے ہیں بعض وقت وہ ایسی ہجو کرتے ہیں کہ فوراً اثر ہوتا ہے۔

اسی طرح لطائف کا علم ہوتا ہے۔ ایک شخص بیان کرتا ہے سننے والے بے اختیار ہو جاتے ہیں وہ ہنسی کو ضبط نہیں کر سکتے۔ غرض یہ ایک مستقل علم ہے۔ واعظ خاص طور پر اس سے کام لیتے ہیں۔

قصہ نویسی

(۷) ساتواں علم' قصہ نویسی کا علم ہے۔ اس کی دو شاخیں ہوتی ہیں۔ ایک مختصر قصہ یا کہانی لکھنی۔ دوسرا لمبا ناول لکھنا۔ پھر ان میں جُدا جُدا بحث ہے۔ قصوں اور ناولوں کے مختلف اقسام ہیں۔ قصہ نویسی کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے پڑھنے والوں پر ایک خاص قسم کا اثر ڈالا جائے بعض ناول ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں صرف ایسے واقعات کا ذکر ہوتا ہے جو محبت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا سراغ رسانی کے متعلق ہوتے ہیں۔ پھر بعض ایسے ہوتے ہیں جن کا انجام غم پر ہوتا ہے اور بعض کا خوشی پر پھر جو باتیں چھوٹے قصوں میں ضروری ہوتی ہیں بڑوں میں وہ نہیں ہوتیں۔ بعض بڑا ناول لکھتے ہیں اور بعض کہانی اور فسانہ لکھتے ہیں۔

علم تقریر

(۸) آٹھواں علم بھی علم زبان کے متعلق ہے اور یہ بھی ایک مستقل علم ہے۔ اس کو علم خطابت کہتے ہیں یعنی تقریر کرنے کا علم۔ لیکچر دینے کا فن۔ اس علم میں اس بات سے بحث ہوگی کہ مقرر یعنی تقریر کرنے والا ایسی تقریر کر سکے کہ سننے والوں کی توجہ لیکچرار ہی کی طرف ہو اور اس کے کلام اور بیان میں ایسا اثر اور قوت ہو کہ اگر سننے والے اس کے خلاف بھی ہوں تو بھی مؤید ہو سکیں۔ اس علم میں یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ کس طرح پر مقرّر کو اپنے

مضمون کی تقسیم اور ترتیب کرنی چاہئے اور کس طرح پر اپنے کلام میں قوت اور اثر پیدا کرنا ہوگا۔

مضمون نویسی

(۹) نواں علم مضمون نویسی کہنا چاہئے جس کو انگریزی میں ایسے رائٹنگ (Essy Writing) اور ہماری زبان میں مضمون کہتے ہیں۔ یہ مضمون نویسی' اخبار نویسی کے علاوہ ایک علم ہے اس میں بعض کیفیتوں اور جذبات کا ذکر ہوتا ہے۔ مثلاً محبت پر جب مضمون لکھا جائے گا تو اس کی کیفیت اور حقیقت بیان کرنی ہوگی۔ اسی میں ان امور پر بحث ہوگی جو محبت کے اثر کو قوی بناتے ہیں اور پھر اس کے نتائج کو بیان کرنا ہوگا اسی طرح اگر نفرت پر لکھنا ہے تو اس کی ساری کیفیت کا ایک نقشہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا جائے۔

صرف و نحو

(۱۰) دسواں علم' جو زبان کے متعلق ہے وہ صرف و نحو کا علم ہے۔ صرف کے معنے ہیں الفاظ کے ہیر پھیر اور صیغوں کا علم بتانا بحیثیت الگ الگ لفظ کے مثلاً کھانا ایک لفظ ہے۔ اس سے کھایا۔ کھاتا۔ کھائے گا وغیرہ مختلف الفاظ جو بنتے ہیں ان کی بابت یہ علم دینا کہ وہ کس طرح بنتے ہیں اور ان کے ان تغیرات کا کیا اثر ہوتا ہے مضمون میں کیا تغیر ہوتا ہے اور صورت میں کیا تغیر آتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے کیا مراد ہوگی۔ کیا وہ واحد ہے جمع ہے؟ مؤنث کے لئے کیا آتا ہے؟ مذکر کے لئے کیا بولتے ہیں؟

نحو کا علم یہ بتاتا ہے کہ الفاظ مل کر کیا مفہوم بتاتے ہیں۔ الفاظ کی ترتیب اور ترکیب کس طرح ہونی چاہئے۔ پہلے کس لفظ کو لانا ہوگا اور آخر میں کون سا؟ اور الفاظ کے اس طرح ترتیب دینے سے ان کے مفہوم اور مطلب میں کیا اثر پڑتا ہے؟ جیسے میں نے روٹی کھائی۔ کھائی روٹی میں نے وغیرہ۔ نحو کے علم کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں درست جملہ کونسا ہوگا۔ پھر ہر ایک زبان کی نحوی ترتیب الفاظ کو اپنے قاعدہ کے موافق بتائے گی۔

جس ملک میں کوئی شخص پیدا ہوتا ہے اور اس کی مادری زبان یا ملکی زبان جو بھی ہو وہ اس میں درست بولے گا لیکن غیر زبان کو بغیر نحو کے علم کے وہ صحیح طور پر نہیں بول سکے گا اس کے لئے نحو کا جاننا ضروری ہوگا۔ دیکھو ہمارے ملک میں ایک زمیندار جٹ عورت بھی کبھی یہ نہ کہے گی۔ روٹی کھائی میں نے۔ بلکہ وہ میں نے روٹی کھائی ہی کہے گی جو درست ہے لیکن جو اس ملک میں پیدا نہیں ہوئے ایک انگریز' عرب یا ایرانی ضرور غلط بول دے گا جب تک وہ نحو سے واقف نہ ہوگا۔

عربی زبان میں علم نحو یہ بھی بتاتا ہے کہ زیر' زبر' پیش کا کیا مطلب ہے عربی زبان میں نے کو

وغیرہ الفاظ کے قائمقام زبر اور زیر ہی ہو جاتے ہیں اور ان سے ہی ان کے مفہوم کا کام نکل آتا ہے۔

علم التعلیم (۱۱) گیارھواں علم' زبان کے متعلق علم التعلیم ہے علم التعلیم سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کو سمجھانا کس طرح ہے لیکچر اور ہوتا ہے۔ لیکچر کے ذریعہ ہم خیال بنانا ہوتا ہے۔ مگر تعلیم سے یہ غرض ہوتی ہے کہ جو کچھ ہمیں آتا ہے وہ دوسرے کو سکھانا ہے۔ لیکچر میں صرف متفق کرنا ہوتا ہے تعلیم میں یہ مقصد ہوتا ہے کہ تفاصیل سے آجائے اور دوسرا اس کو سیکھ جائے۔ پھر اس علم التعلیم کے بہت حصے ہیں اور مختلف شاخیں ہیں یہ ایک مستقل علم ہو گیا ہے۔

علم الشعر (۱۲) بارھواں علم' علم الشعر ہے اس علم میں یہ باتیں داخل ہیں کہ شعر کہنے کی غرض کیا ہے' شعر میں کیا خوبی ہے اور شعر کتنی قسم کا ہوتا ہے

علم اوزان الشعر (۱۳) تیرھواں علم' علم اوزان الشعر ہے یعنی شعر کا وزن بیان کرنا علم الشعر میں جو قسم شعر کی بیان کی جاتی ہے اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ غزل ہے رباعی ہے وغیرہ اور وزن شعر میں یہ بتایا جائے گا کہ شعر کا وزن درست ہے یا نہیں جب شعر کے اوزان کا علم آجاتا ہے تو جو لوگ شعر نہیں کہہ سکتے وہ بھی بنا سکتے ہیں۔

علم التشہیر (۱۴) چودھواں علم جو زبان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ علم التشہیر ہے یعنی اشتہار دینے کا علم۔ اس علم کی بھی بہت سی قسمیں اور شاخیں ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں اس علم کے مدرسے ہیں جہاں علم التشہیر سکھایا جاتا ہے۔ اشتہار کیوں دینا چاہئے' کس طرح دینا چاہئے' کس قدر دینا چاہئے یہاں لوگ اشتہار دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آج ہی آرڈر آنے شروع ہو جائیں مگر یورپ اور امریکہ میں لوگ اشتہار دیتے ہیں اور اس قدر دیتے ہیں کہ بعض اوقات سرمایہ کا بہت بڑا حصہ مال کے خریدنے کی بجائے اشتہار پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اس میں ایک حصہ عنوان ہے۔ اسی میں یہ بھی ہوتا ہے کہ اشتہار میں عنوان کس طرح قائم کیا جائے۔ بذریعہ تصویر اشتہار دیا جائے تو وہ دائیں طرف ہو یا بائیں طرف غرض خاص فن ہے اور جو اس علم کے ماہر ہیں وہ بہت بڑی بڑی رقمیں لے کر اشتہار لکھتے ہیں۔

علم موسیقی (۱۵) پندرھواں علم' علم موسیقی ہے یعنی گانے کا علم۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ گانا کس طرح چاہئے اونچی اور نیچی آواز کس طرح نکالنی چاہئے۔ باجے کو اگر ساتھ ملایا جائے تو آواز میں کس طرح موافقت پیدا کی جائے۔ اسی طرح اس میں یہ بھی آتا ہے کہ

آواز کس طرح پر خوشی اور غم و افسردگی پیدا کرتی ہے۔ کونسی آواز میں ہمت و جرأت ہوتی ہے۔ یہ ایسا علم ہے کہ جذبات ابھر سکیں۔ ایک شخص جو روپیہ خرچ نہیں کر سکتا ایک عمدہ گانے والا اس میں ایسی کیفیت پیدا کر سکتا ہے کہ سب روپیہ اس سے لے لے یا بزدل بنا دے یا ہمت پیدا کر دے۔ یہ خاص فن ہے اس میں صرف آواز کے اونچے نیچے کرنے سے جذبات ابھرتے ہیں اور یہ بہت ہی نازک فن ہے۔ چونکہ اس میں بعض نقائص ہیں اس لئے اسلام نے جائز نہیں رکھا۔

ڈرامانویسی

(۱۶) سولھواں علم ' ڈرامہ نویسی ہے۔ ڈرامہ وہ حصہ جس کو عملی طور پر کرنا ہوتا ہے ناٹک میں جہاں بادشاہ ' وزیر یا ڈاکٹر لکھا ہے تو اس میں بن کر دکھایا جاتا ہے عملی طور پر جب ڈرامہ کر کے دکھایا جائے تو اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے پھر اس کے کئی حصے ہیں۔ جب اس کو سٹیج پر کر کے دکھایا جاتا ہے تو دلچسپ ہوتا ہے۔ کتابوں میں سرسری طور پر پڑھیں تو بعض اوقات بہت خشک معلوم ہوتا ہے۔ ڈرامہ نویس ان باتوں کا خیال رکھتا ہے کہ ان کی تصنیف میں ایک اثر اور جذب ہو اور سٹیج پر کرتے وقت اس میں کوئی ایسی بات نہ پیدا ہو جو بے لطفی اور کمزوری کا موجب ہو۔

میں نے علوم کی اس تقسیم میں کوئی لمبی تقسیم نہیں کی کیونکہ ایسی تقسیم ایک لمبا عرصہ چاہتی ہے بلکہ میں نے اس تقسیم میں سرسری طور پر جو جو علم میرے سامنے آتا گیا اس کو بیان کر دیا ہے۔

کھانے پینے کے علوم

(۱۷) سترہواں علم علم الاغذیہ والاشربہ ہے۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ کون سی غذائیں کھانے کے قابل ہیں۔ صحت کے لئے کس قسم کی غذا مفید ہوتی ہے اور کس قسم کی غذاؤں کا خراب اثر صحت پر پڑتا ہے۔ پھر اس میں یہ بھی داخل ہے کہ سردی یا گرمی میں کس کس قسم کی غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ بیمار ہو جائے تو اس کی غذا کا خاص اہتمام کس طریق پر کیا جاتا ہے اور اس کی غذاؤں میں کن امور کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ پھر جسم کے خاص اعضاء پر کس قسم کی اغذیہ اپنا خاص اثر ڈالتی ہیں۔ مثلاً دماغ کی کمزوری یا دل کی کمزوری میں کیا استعمال کرنا چاہئے معدہ کمزور ہو تو کیا کھانا چاہئے۔ یہ بہت بڑی تفصیل ہے اور اسی کا ذکر اور بیان اس علم میں ہوتا ہے۔

اور اسی میں ان اشیاء کا ذکر آتا ہے کہ پینے کے قابل کیا کیا چیزیں ہیں۔ تندرستی میں کیا اور بیماری میں کیا۔ اور پھر مختلف بیماریوں میں مختلف قسم کے شربت یا عرق دیئے جاتے ہیں۔ بہت سی

بیماریوں میں بعض چشموں کے پانی مفید ہوتے ہیں اور ایسا ہی بعض تیل جیسے مچھلی کا تیل وغیرہ۔ غرض اس علم میں بہت بڑی تفصیل ہے اور یہ تندرستی اور بیماری اور مختلف ملکوں کی اشیاء خوردنی اور نوشیدنی کے علم پر حاوی ہے۔

سینے پرونے و کھانا پکانے کے علوم

(۱۸) اٹھارواں علم وہ ہے جو سینے پرونے سے تعلق رکھتا ہے۔ اصل معنے اس کے یہ ہیں کہ کپڑے اور فیتہ کو کس طرح لگایا جائے کہ اس کا خاص اثر دیکھنے والے پر ہوتا ہے۔ یورپ نے اس فن میں بہت ترقی کی ہے اور اس کے لئے باقاعدہ سکول اور کالج بنائے ہیں جہاں کے تعلیم یافتہ اور اس فن کے صاحبِ کمال بعض اوقات ہزار ہزار دو دو ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔

علم الالوان یعنی رنگوں کا علم دراصل اسی میں داخل ہے۔ کس رنگ کے ساتھ کس قسم کا فیتہ لگانا ہے کونسی جگہ اونچی ہو اور کہاں کس قسم کی شکل رکھنی چاہئے۔ غرض اس فن کو بہت بڑی وسعت دی گئی ہے۔

(۱۹) انیسواں علم جو اس کا حصہ ہے وہ کاٹنے کا فن ہے اس کے بھی الگ کالج ہیں اور آج یہ علم بہت ترقی کر گیا ہے یعنی کپڑا کاٹا کس طرح جاتا ہے۔ کس قسم کی کاٹ زیادہ خوبصورت ہو سکتی ہے اور کس طرح کاٹنے سے کپڑا کم خرچ ہو یا ضائع نہ ہو۔

(۲۰) بیسواں علم کھانا پکانے کا علم ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آٹا گوندھ کر پکا لیا بلکہ جب اس کو علمی شکل دی جاتی ہے تو اس میں بہت سی باتیں داخل ہوتی ہیں اور اس میں یہ طبّی باتوں کو اپنے اندر رکھتا ہے اس علم کے ماہر کو علم الاغذیہ والاشربہ کا ماہر ہونا بھی ضروری ہے۔ وہ دیکھے گا کہ کس حد تک ایک چیز کو گلانا چاہئے جو صحت کے لئے مفید ہو، ہضم میں مدد ہو، غذائیت پیدا کرنے میں کارآمد ہو پھر جہاں ایک طرف اسے طبّی پہلو کو مدِ نظر رکھنا ہے دوسری طرف زبان اور ذائقہ کے پہلو کو بھی زیرِ نظر رکھنا ہے۔ کون کون سی چیز کیا اثر رکھتی ہے۔ کھٹا اور میٹھا اگر ملائیں تو کس نسبت سے کہ دونوں ذائقے اپنی جگہ قائم رہ کر دوسرا لطیف ذائقہ پیدا کر سکیں اور پھر اگر وہ ملا کر کھائے جائیں تو کیا اثر کرتے ہیں۔ غرض ایک ایک چیز کے متعلق کافی علم ہونا ضروری ہے۔ اس کے خواص اور اثرات سے واقفیت لازمی ہے یہ علوم خصوصیت سے

عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

تربیت اولاد

(۲۱) اکیسواں علم تربیت اولاد کا ہے۔ یہ علم بہت ضروری ہے اور عورتوں کے ساتھ اس کا خاص تعلق ہے کیونکہ اولاد کی تربیت اور تعلیم کا جس قدر تعلق ماں سے ہے مردوں سے اتنا نہیں ہوتا۔ ابتدائی تعلیم و تربیت سب ماں ہی کی گود اور اثر میں ہوتی ہے۔ اس علم میں یہ بتایا جاتا ہے کہ بچوں کے ساتھ کس حد تک سختی یا نرمی کرنی چاہئے ان کو غلطیوں یا بدعادتوں سے بچانے کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے۔ ان میں اچھی عادتیں پیدا کرنے کے کیا طریق ہیں۔ ان کے حوصلہ اور ہمت کو بلند کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے۔ غرض ان کی جسمانی اور اخلاقی تربیت اور ترقی کے لئے تمام ضروری باتوں کا علم اس میں داخل ہے۔ یہ علم بھی یورپ اور امریکہ میں مستقل علم کی حیثیت سے سکھایا جاتا ہے۔

طبّی علوم

(۲۲) بائیسواں علم' طبّ ہے یہ طب کا علم بہت وسیع ہو گیا ہے اس لئے کہ ہر شخص بیمار ہوتا ہے' وہ علاج کراتا ہے اور مختلف قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں اس لئے بہت سے لوگ اس کی تحقیقات میں لگ گئے اور یہ علم وسیع ہوتا چلا گیا۔

اس کی دو وسعتیں ہیں۔ ایک تحقیقات امراض کے سلسلہ میں دوسری علاج الامراض کے رنگ میں پھر ان دونوں شاخوں کے اندر ایک اور سلسلہ وسیع ہوتا چلا گیا۔

طبّ کی بھی کئی قسمیں ہیں ایک ان میں سے طبّ یونانی ہے۔ یونان یورپ ہی کا علاقہ ہے۔ اس طبّ کی اصلیت یہ ہے کہ چیزوں کے اثرات دریافت کئے جاتے ہیں اور پھر ان کو اس قسم کی بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ایک چیز بلغم نکالتی ہے۔ جب بلغم کی تکلیف ہو تو وہ دیتے ہیں۔ جیسے بنفشہ۔ ایک قسم طبّ کی ویدک ہے۔ ویدک اور یونانی میں فرق ہے۔ ویدک ہندی طبّ ہے اور اس میں کشتہ جات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اصل چیز کا جوہر دینا زیادہ مفید ہے۔ تفصیلات میں اور بھی بہت فرق ہے مگر میں نے موٹی بات بتادی ہے۔

پھر ایک قسم علاج بالماء ہے۔ اس کو انگریزی میں ہائیڈ روپیتھی کہتے ہیں۔ اس میں تمام امراض کا علاج پانی کے ذریعہ کرتے ہیں۔ کبھی پانی پلا کر کبھی غسل کے ذریعہ۔

پھر غسل کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی صرف چھینٹے دیتے ہیں کبھی گرم یا ٹھنڈے پانی میں تولئے بھگو کر رکھتے ہیں اور بدن کو صاف کرتے ہیں۔ کبھی پورا غسل دیتے ہیں۔ غرض تمام امراض کا علاج پانی سے کرتے ہیں۔

ایک قسم علاج کی علاج بالشعاع ہے یعنی سورج کی روشنی سے علاج کرتے ہیں۔ سورج کی روشنی مختلف رنگوں سے مل کر نئی کیفیتیں اور مختلف اثرات پیدا کرتی ہے۔ اس علاج کے ماہر سبز، سرخ یا اور رنگوں کی شیشیاں لے کر ان میں پانی ڈالتے ہیں اور پھر اسے بطور دوا استعمال کرتے ہیں۔ اس علاج کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ کبھی سورج کی شعاعوں میں بٹھا کر بعض امراض کا علاج کرتے ہیں۔

ایک قسم علاج کی علاج بالبرق ہے۔ بجلی کے ذریعہ مختلف امراض کا علاج کرتے ہیں۔ اس غرض کے لئے مختلف قسم کے آلات بنائے گئے ہیں اور ہر مرض میں اس کے مناسب حال آلہ لگا کر علاج کریں گے۔ مثلاً گلے میں درد ہے تو ایک آلہ لگا کر اسے بجلی سے دور کریں گے یا جوڑوں میں درد ہے تو بجلی کے ذریعہ اس کی اصلاح کریں گے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا علم ہو گیا ہے۔

ایک قسم علاج کی ہومیو پیتھی ہے جس کو علاج بالمثل کہتے ہیں اس قسم کا علاج کرنے والے کہتے ہیں کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے اور وہ مختلف امراض میں مبتلاء ہوتا ہے اس کو ان بیماریوں سے شفا پانے کے لئے ایک ایسا گر بتا دیا ہے کہ اس کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس چیز سے بیماری پیدا ہوتی ہے اس کی قلیل مقدار دینے سے وہ دور ہو جاتی ہے۔ مثلاً افیون قبض کرتی ہے لیکن جب افیون نہایت ہی قلیل مقدار میں دی جائے تو وہ قبض کشا ہو جاتی ہے۔ اس غرض کے لئے انہوں نے کیمیاوی ترکیب سے ہر چیز کی تاثیر کو نکال لیا ہے کونین جو ہے یہ ایک بوٹی کا ست ہے یہ بوٹی بنگال میں ہوتی ہے مگر لوگوں کو معلوم نہیں۔

ایک بایو کیمک کہلاتی ہے اس کے اندر طب والوں نے یہ بحث کی ہے کہ انسان بارہ نمکوں سے بنا ہے۔ پس انہوں نے کیمیاوی طور پر خون کو دیکھا ہے وہ کہتے ہیں جو بیماری پیدا ہو اس قسم کی چیز دی جائے۔ اس میں ایک ویکسین ہوتا ہے اور ایک سیرم۔ ویکسین یہ ہے کہ جیسے ہلکے کتے کا کاٹا ہوا ہو تو اسی کا زہر دے کر پچکاری کر دیں گے۔ سیرم یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی بیماری ہو تو اس میں دور کرنے کا جو مادہ ہوتا ہے اسے لے کر محفوظ رکھتے ہیں اور پھر اس قسم کے مریضوں میں اسے داخل کرتے ہیں۔

ایک قسم طب کی آٹو ینی ہے یعنی اپنے ہی خون سے علاج کرتے ہیں۔ جو بیمار آئے گا اسی کا خون لے کر علاج کریں گے۔

ایک علاج بالتوجہ ہوتا ہے۔ اس میں صرف توجہ سے علاج کرتے ہیں دوائی نہیں ہوتی۔

توجہ کرنے والے کے جسم سے ایک چیز نکلتی ہے جو بیماری پر اثر کرتی ہے۔ یہ کبھی قلیل مقدار میں ہوتی ہے کبھی کثیر مقدار میں۔

علومِ حساب، تاریخ و جغرافیہ

(۲۳) تیئیسواں علم حساب ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک بذریعہ اعداد دوسرا بذریعہ حروف جس کو الجبرا کہتے ہیں۔ اس میں حروف کا حساب لگایا جاتا ہے۔ بعض باتیں حساب سے نہیں پتہ لگتیں مگر الجبرا سے پتہ لگ جاتا ہے۔

ایک جیومیٹری ہے۔ اس میں یہ بحث ہوتی ہے کہ ایک جگہ ہے اس کی آپس میں کیا نسبت ہے۔ مثلاً دائرہ ہے اس کا کیا ثبوت ہے۔ سیدھا خط کس طرح بنایا جاتا ہے۔ زاویہ کی کیا قیمت ہوتی ہے اس علم میں خطوط کے ذریعہ بڑے بڑے حساب حل ہوتے ہیں۔ اس علم کے ذریعہ سے تعمیر مکانات میں بڑی مدد ملتی ہے۔

پھر اس کے ذیل میں ایک ٹرگنامیٹری یعنی علم مثلث ہے جس میں ان کی طاقتوں پر بحث ہوتی ہے اور پھر ایک لوگارسم ہے جس میں خیالی قیمت لگا کر بعض لمبے اور پیچیدہ حساب دو چار ہندسوں سے نکال لیتے ہیں۔ یہ علوم بہت بڑی تفصیل چاہتے ہیں۔ خلاصہ ان کا بیان نہیں کیا جاسکتا اس لئے صرف نام بتا دیئے ہیں۔

(۲۴) چوبیسواں علم تاریخ ہے۔ یعنی پچھلے لوگوں کے حالات بیان کرنا۔ یہ پانچ قسم کا ہے۔ سیاسی، علمی، مذہبی، قومی، جنگی، تاریخی۔

سیاسی تاریخ سے یہ مراد ہے کہ کسی قوم کی سیاست پر بحث کرنا۔ اس میں تاریخی واقعات کو بیان کرکے ان اسباب پر بھی بحث ہوگی جو سیاسی تغیّرات کا موجب ہوئے۔ مثلاً فلاں قوم نے فلاں ملک پر فلاں سن میں حملہ کیا اور وہ ہار گئے تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ اندرونی انتظام کیا تھے رعایا اور بادشاہ کے تعلقات کیا تھے؟

علمی تاریخ میں اس امر سے بحث ہوگی کہ کیا علوم آتے تھے۔ ان میں کیا ترقی ہوئی۔ کون سے جدید علم اس نے پیدا کئے۔

قومی تاریخ میں اس کا بیان ہوگا کہ وہ قوم جس کی وہ تاریخ ہے کہاں سے نکلی اور اس میں کیا قبائل تھے۔ اس کی کیا تقسیم ہے۔ کہاں کہاں پھیلی اور اس کے حالات میں کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں۔

جنگی تاریخ میں اس امر کا بیان ہوگا کہ جنگی حیثیت سے اس قوم میں کیا تغیّرات آئے۔ یہ حصہ

تاریخ کا سیاسی تاریخ سے بالکل الگ ہے۔ سیاسی میں انتظامی امور پر بحث ہوتی ہے جنگی میں اس قسم کی شجاعت' بزدلی اور فنون جنگ سے واقفیت یا عدم واقفیت اور جنگی ضروریات میں ایجادات اور سامان حرب کی حیثیتوں پر بحث ہوگی۔ پھر اس تاریخ کے علم کے ساتھ بعض اور علوم بھی تعلق رکھتے ہیں۔ وہ گویا علم التواریخ کی شاخیں ہیں۔ چنانچہ دوسرا علم اس کا جو تاریخ سے تعلق رکھتا ہے وہ فلسفہ تاریخ ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی تاریخ جو لکھی جائے اس میں کیا قوانین مدنظر ہوں۔ یا تاریخ کے کیا فوائد ہیں۔ تاریخ نویسی کے کیا اصول ہیں اور مؤرخ کو کن باتوں کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ ایسا ہی تاریخ نویسی کے فن کی تدریجی ترقیوں اور حالات پر بحث ہوگی۔

تیسرا علم جو اس کی شاخ ہے وہ ذرائع تاریخ ہے اس میں یہ باتیں بھی داخل ہوتی ہیں کہ کسی ملک یا قوم کی صنعتوں اور روایات سے پتہ لگاتے ہیں۔ ایسا ہی اس قوم کے مذہب اور عقائد اور رسومات سے بھی پتہ لگاتے ہیں۔ غرض مؤرخ مختلف ذرائع اور اسباب سے تاریخ کا پتہ لگاتے ہیں۔

(۲۵) پچیسواں علم جغرافیہ ہے جغرافیہ کا علم زمانہ کے موجودہ نقشہ پر بحث کرتا ہے کہاں دریا ہیں کہاں پہاڑ ہیں۔

جغرافیہ کی پانچ قسمیں ہیں ایک مدنی ہوتی ہے جس میں شہروں کی نسبت بیان ہوتا ہے ایک سیاسی جغرافیہ ہے اس میں اس بات پر بحث ہوگی کہ کسی پہاڑ' دریا یا شہر کی سیاسی حیثیت کیا ہے۔ اردگرد کے شہروں پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے اس سیاسی جغرافیہ میں اس امر پر بھی بحث ہوتی ہے کہ کس ملک پر کس قوم کا قبضہ ہے اور کس حد تک سیاسی حالات اس کے موافق ہیں یا مخالف ہیں۔

ایک تجارتی جغرافیہ ہوتا ہے۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ کس ملک میں کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں اور ان چیزوں کا نکاس کس طرح ہوتا ہے اور وہاں دوسرے ممالک سے کیا کیا چیزیں آتی ہیں اور کہاں کہاں سے آتی ہیں جیسے مثلاً ہندوستان میں گیہوں اور روئی ہوتی ہے اور یہ گیہوں اور روئی یورپ' امریکہ اور دوسرے ممالک میں جاتی ہے۔

ایک قسم جغرافیہ کی طبعی یا فضائی جغرافیہ ہے۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ بارش کیا چیز ہے شبنم کیوں کر بنتی ہے اُولے اور برف کس طرح بنتے ہیں۔

ایک قسم جغرافیہ کی نقشہ کا علم ہے۔ اس میں دنیا کے نقشے بنانا داخل ہے۔

علوم تعمیر و سنگ تراشی و مصوری

(۲۶) چھبیسواں علم' تعمیر کا علم ہے۔ اس علم کے تین حصے ہیں۔ ایک یہ کہ عمارت کس طرح بنانی چاہئے۔ پھر اس کی مختلف شاخیں ہیں۔ بنیادیں کس طرح بھرنی چاہئیں۔ مختلف اونچائیوں کے لحاظ سے کس قسم کا مصالحہ استعمال کیا جائے۔ عمارت کس طرح مضبوط ہو۔ مختلف آفات بارش' زلزلہ' بجلی وغیرہ سے کس طرح حفاظت ہو یہ خود ایک وسیع علم ہے اور اس کے لئے خاص قسم کے انجینئرنگ کے کالج ہیں۔

دوسرا حصہ اس علم کا تاریخ تعمیر ہے۔ اس میں یہ بیان ہو گا کہ کس طرح فن تعمیر میں ترقی ہوئی؟

تیسرا حصہ اس علم کا یہ ہے کہ تاریخ تعمیر کے ساتھ مختلف اقوام کے فن تعمیر کا مقابلہ کیا جائے۔ ہندوستانی کیسے بناتے تھے' عربوں کا فن تعمیر کیسا تھا' دونوں میں کیا فرق تھا' کون بہتر تھا' دوسرے ملکوں میں اس فن نے کیا ترقی کی تھی' ان کا باہم مقابلہ کرنا پھر کس قوم نے کس سے کیا سیکھا۔ یہ ایک وسیع تاریخ تعمیر ہے اور بہت دلچسپ ہے۔

(۲۷) ستائیسواں علم۔ سنگ تراشی اور مجسمہ سازی ہے۔ پتھروں کو دوسری شکلوں میں تراشنا اور ان سے انسانوں' حیوانوں یا دوسری چیزوں کے مجسمے یا بت بنانا۔ اس کی بھی دو شاخیں ہیں۔ ایک خود سنگ تراشی دوسرے تاریخ سنگ تراشی۔ سنگ تراشی کی تاریخ میں مختلف فرقوں نے اس فن میں کیا کیا ترقیاں کیں اور کس کس طرح اس فن میں ترقی کی۔ اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

(۲۸) اٹھائیسواں علم مصوری ہے اور اس مصوّری میں تین چیزیں داخل ہیں۔ نفسِ مصوّری۔ تاریخ مصوری اور فلسفہ تصویر۔ نفس مصوّری میں تو یہی بحث ہو گی کہ مصوّر کی کیا ضروریات ہیں۔ کس قسم کا سامان اس کے پاس ہونا چاہئے۔ اور تصویر کے وقت کن باتوں کو اسے مدنظر رکھنا چاہئے جس سے تصویر میں خوبی اور اثر پیدا ہو۔

یہ بہت وسیع علم ہے اور ایک خاص فن ہے۔ مصوّر انسانی جذبات اور کیفیات کو مجسم کر کے دکھا دیتا ہے۔ مثلاً رنج و راحت' افسردگی کے نظارے نہایت عمدگی سے دکھا دیتا ہے۔ ایسا ہی دنیا کے فانی ہونے کی تصویر جب ایک لائق مصوّر کھینچ کر دکھائے گا تو طبیعت پر نقش ہو جاتا ہے۔ شاعر

جذبات اور کیفیات کو الفاظ میں دکھاتا ہے مگر مصور تصویر کھینچ کر اور مجسم بنا کر دکھا دیتا ہے۔
تاریخ مصوری میں پھر وہی بات ہو گی کہ اس فن نے کس طرح پر ترقی کی۔ مختلف قوموں میں یہ علم کس طرح جاری ہوا اور کیا کیا اس میں ایجادات ہوتی گئیں۔ اس زمانہ میں تو اس فن نے اس قدر ترقی کی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔
فلسفہ تصویر میں تصویر کی حقیقت اور غایت کا بیان ہو گا۔

(۲۹) انتیسواں علم، علم العکس ہے۔ یہ بھی دراصل ایک قسم مصوری ہی کی ہے اس میں فوٹو لینا اور تاریخ فوٹوگرافی داخل ہے۔ فوٹو لینے میں کن چیزوں کی ضرورت ہے کس اصول پر فوٹو لیا جاتا ہے۔ کن اجزاء سے تصویر بنتی ہے تاریخ فوٹوگرافی میں بیان کیا جائے گا کہ کس طرح پر علم العکس پیدا ہوا۔ اور کس کس طرح ترقی کرتا چلا گیا۔

(۳۰) تیسواں علم صنعت ہے۔ صنعت کا لفظ اپنے اندر وسعت رکھتا ہے۔ میں تفصیل بیان نہیں کر سکتا صرف نام لے دیتا ہوں۔ لکڑی کی صنعت، لوہے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی صنعت پھر یہ مختلف قسم کی صنعتیں ہیں اس میں تاریخ صنعت بھی لازمی ہے۔

علمِ لہو و لعب

(۳۱) اکتیسواں علم، لہو و لعب کا علم ہے۔ ہمارے یہاں لہو و لعب کا لفظ بڑا سخت لفظ ہے اور لہو و لعب کو پسند نہیں کیا جاتا مگر میں نے بتا دیا ہے کہ بعض اوقات جہالت کو بھی علم کہتے ہیں۔
انگریزوں کے ہاں اس علم کو امیوزمنٹ کہتے ہیں یعنی وہ علم جس سے انسان کا دل خوش ہوتا ہے اس کی دو بڑی شاخیں ہیں۔ اندرون خانہ مشاغل کہ گھر میں بیٹھ کر انسان ان سے لطف اٹھاتا ہے۔ دوسرے بیرون خانہ یعنی گھر سے باہر جا کر کیا کھیلیں۔ اس علم میں اس پر بڑی بحث ہے کہ کس قسم کی کھیلیں انسانی اعضاء پر کس قسم کا اثر ڈالتی ہیں۔ ہاتھ پٹھے کس طرح مضبوط ہوتے ہیں۔ دل و دماغ اور پھیپھڑوں پر کس قسم کی کھیلوں کا اثر ہوتا ہے۔
ان دو کے علاوہ ایک اور شاخ بھی اس علم کی ہے جو ہمارے تمدن میں علم نہیں سمجھا گیا مگر انگریزی تمدن میں وہ علم ہے اور وہ علم الرّقص ہے۔ اس علم کے ذریعہ جسم کے مختلف اعضاء پر ایک خاص اثر ڈالا جاتا ہے اور مختلف قسم کی حرکات کا انہیں عادی بنا لیا جاتا ہے۔

چوتھا علم جو اسی لہو ولعب کی ایک شاخ ہے وہ الصوت یعنی آواز کا علم ہے۔ اس میں ایک شخص ایسے طور پر بات کر سکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے تو معلوم ہو گا کہ وہ نیچے سے بولتا ہے مگر وہ اوپر سے بولتا ہو گا۔ اسی طرح آگے پیچھے یا دائیں بائیں سے بولتا ہے۔ بعض لوگ ایسے حالات کو دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ اس علم میں آواز کو آگے پیچھے دور نزدیک کرنے سے خاص اثر پیدا ہوتا ہے۔

اس تبدیلی آواز کی ایک شاخ جانوروں کی بولیاں بولنا بھی ہے۔ شکاری اس سے کام لیتے ہیں اور ان کو بہت مدد ملتی ہے۔ جانور سمجھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بول رہا ہے اور وہ آواز سن کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

پانچواں علم اس فنِ لہو ولعب میں شُعبدہ بازی ہے۔ مختلف کیمیاوی ترکیبوں سے مختلف چیزیں بنا دیتے ہیں اور وہ اصل چیزوں کی سی صورت اختیار کرتی ہوئی نظر آتی ہے جیسے سانپ یا شیر بنانا۔ ایسا ہی مختلف قسم کے نقشے اور دھوکے ہوتے ہیں۔

چھٹا علم ہاتھ کی صفائی' دھوکا کہلاتا ہے۔ ایسی پھرتی سے ہاتھ چلاتے ہیں کہ دھوکا لگتا ہے یہ کھیل عام طور پر تاش کے کھیل میں ہوتا ہے۔

ساتواں علم چیستانوں کا ہے پہیلیوں کی طرح اس میں بتایا جاتا ہے کہ یہ بھی دو قسم کا ہے۔ ایک زبانی دوسرا عملی۔ عملی چیستانیں ایسی ہوتی ہیں کہ لوہے کے چھلّے وغیرہ گورکھ دھندے رکھ دیتے ہیں ان کو کھولنا ہوتا ہے۔

علمِ قدامت وتمدّن

(۳۲) بتیسواں علم' علم القدامت ہے۔ اس علم میں بتایا جاتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں انسانوں کی کیا حالت تھی۔ مثلاً ننگے رہتے تھے یا کپڑے پہنتے تھے۔ اور کپڑے اگر پہنتے تھے تو کس قسم کے تھے۔ غرض اس طرح پر پرانے حالات پر اس علم میں بحث ہوتی تھی۔ اس کا ایک حصہ علم اللسان ہے۔ یعنی آیا وہ زبان سے الفاظ بولتے تھے یا اشارات سے کام لیتے تھے۔ خیالات کا اظہار کس طرح کرتے تھے۔ اور اسی میں ایک حصہ علم الدّراہم ہے یعنی سکے نکال کر باتیں دریافت کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی تیسری شاخ علم التعمیر ہے یعنی پرانی عمارتوں سے بھی پتہ لگتا ہے۔ چوتھی

ایک شاخ اور بھی ہے جو تعبیر کے علاوہ ہے اور اس میں دیگر آثار قدیمہ سے پتہ لگایا جاتا ہے۔

(۳۳) تینتیسواں علم، علم التمدّن ہے جو نہایت اہم علم ہے۔ اس میں کئی علوم سے بحث ہوتی ہے۔

۱۔ رعایا کے حقوق حکومت پر کیا ہیں۔ یعنی کونسی باتیں ہیں جو رعایا بادشاہ سے طلب کرے۔

۲۔ حقوق علی الرعایا۔ یعنی رعایا کو کونسی باتیں ماننی ضروری ہیں اور حکومت کے رعایا پر کیا کیا حقوق ہیں۔

۳۔ حقوق الاخوان علی الاخوان یعنی انسان کے انسان پر۔ بھائی کے بھائی پر کیا حقوق ہیں۔

۴۔ حقوق الوالدین علی الاولاد یعنی ماں باپ کے حقوق اولاد پر کیا ہیں۔ مثلاً اس میں یہ بھی بحث کریں گے کہ باپ بچہ کو مارے یا نہ مارے اور مارے تو کس حد تک۔ غرض والدین کو اولاد کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہئے اور اولاد کو کیا طریق اختیار کرنا ضروری ہے۔

۵۔ حقوق الرّجال علی النساء۔ مرد کے عورتوں پر کیا حقوق ہیں۔

۶۔ آئندہ نسل کی بہتری کس طرح ہوسکتی ہے۔ اس میں یہ بھی داخل ہے کہ عمدہ اخلاق والی اور مضبوط اولاد کس طرح پر ہو۔

۷۔ مالک اور مزدور کے کیا حقوق ایک دوسرے پر ہیں۔ مزدور کس حد تک آزاد ہے اور کس حد تک پابند اور نوکر کا مالک کے مال میں کس حد تک حصہ ہے۔

یہ بڑی بحث ہے اور سرمایہ داروں اور نوکروں کے تعلقات اور حقوق کا علم اس وقت بہت وسیع ہوگیا ہے اور ان حقوق کی حفاظت نہ کرنے یا ان کے نہ سمجھنے کے سبب سے بڑے بڑے فتنے اور فساد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مزدوروں کی جماعت کو لیبر پارٹی کہتے ہیں آج کل بڑے زوروں پر ہے۔

علمِ سیاست

(۳۴) چونتیسواں علم سیاست ہے۔ اسکی بہت سی شاخیں ہیں۔ بڑی بڑی یہ ہیں۔

۱۔ حکومت اور ملازمین۔ حکومت کا اپنے ملازمین پر کیا حق ہے اور کہاں تک اختیار ہے۔ ملازمین کے کیا حقوق ہیں۔

۲- حدود حکومت یعنی حکومت ملک کی آزادی میں کس حد تک دخل دے سکتی ہے۔ کہاں تک بادشاہت رہتی ہے۔
۳- طریق حکومت۔ اس کی پھر کئی شاخیں ہیں۔
(۱) غیر محدود سلطنت جس میں بادشاہ کے اختیارات محدود نہیں۔
(۲) محدود سلطنت۔ اس میں حکومت کے پورے اختیارات نہیں ہوتے۔ بادشاہ رعایا کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتے۔
(۳) حکومتِ نواب یعنی قائم مقاموں کی حکومت۔
۴- حکومتِ فردی۔ یعنی ایک ہی شخص حکومت کرے جس کو شاہی حکومت بھی کہتے ہیں۔
۵- حکومتِ عوام یعنی عام لوگوں کی مرضی سے حکومت- اس میں ایک بحث یہ ہے کہ آیا عام لوگوں کی حکومت بہتر ہے یا اس سے نقصان ہوتا ہے۔
۶- حکومتِ عقلاء چند عقلمندوں پر حکومت چھوڑ دی جائے۔
۷- حکومتِ امراء۔ چونکہ سب سے زیادہ نقصان انقلاب حکومت پر امراء کا ہوتا ہے اس لئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ امراء کا حق ہے کہ وہ حکومت کریں۔ پھر اس میں یہ بحث ہے کہ آیا یہ مفید ہے یا نہیں۔
۸- حکومتِ پنچائتی۔ حکومت پنچائتی میں ایک حکومت نہیں ہوتی بلکہ حکومت کو پھیلا دیا جاتا ہے جیسے آج کل روس کی حکومت کو کہا جاتا ہے۔ ہر جگہ اپنی حکومت ہے۔ بادشاہ ہوتا ہے اس کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ وہ دیکھ لے کہ آپس میں نہ لڑیں یا باہر سے دشمن آوے تو اس کا انتظام کریں۔
یہ ایسی حکومت ہوتی ہے کہ قادیان کی اپنی ہو۔ دہلی کی اپنی۔ لاہور کی اپنی۔ گویا ہر شہر کی اپنی حکومت ہوتی ہے۔
۹- حکومتِ شیوخ ہے۔ اس میں بوڑھے تجربہ کار لوگ حکومت کرتے ہیں۔ عربوں میں یہی طریق حکومت تھا۔ چالیس برس سے اوپر کی عمر کے لوگوں کا انتخاب کرلیا جاتا تھا۔
۱۰- دسویں شاخ اسلامی حکومت ہے کہ وہ ان میں سے کسی میں شامل نہیں ہے کہ اس نے سب سے لیا ہے اور تمام خوبیوں پر مشتمل ہے۔ محدود' غیر محدود' امراء' عقلاء' نیابتی اور شیوخ سب کو اس نے جمع کیا ہے اس لئے بہترین حکومت ہے۔

۱۱- بحث۔ حکومت اور مذہب کے تعلقات کیا ہیں۔ کس حد تک مذہب کو بادشاہت کے ماتحت رہنا چاہئے اور کس حد تک بادشاہت کو۔

۱۲- بحث یہ ہے کہ حکومت میں عورتوں کا کس قدر دخل ہے۔

۱۳- بحث نو آبادیات کے متعلق ہے کہ کس طرح قائم کی جائیں۔ نو آبادیوں اور ملکوں کے کیا تعلقات ہوں۔

۱۴- بحث' دو بادشاہوں کے تعلقات کس قسم کے ہوں۔

۱۵- بحث' تعلقات بین الاقوام۔ مختلف قوموں کے باہمی تعلقات کس قسم کے ہوں۔ ان میں باہم تنازعات ہوں تو فیصلہ کس طرح پر ہو۔ ہر ایک ان میں اپنے قائم مقام چنتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ اصول ہیں اور وہ قانون بین الاقوامی کہلاتا ہے اس کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔

۱۶- بحث' نیابتی حکومت کرنے والے آپ حاکم ہیں یا نہیں۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ نیابتی حکومت والے دراصل حاکم نہیں بلکہ ان کو نیابت مل گئی ہے جیسے عراق کا بادشاہ ہے۔ دراصل اس کی حکومت لیگ آف نیشنز کے سپرد ہے۔ اور لیگ نے اسے انگریزوں کے سپرد کر دیا ہے۔

۱۷- بحث' دو حکومتوں کے علاقے کی حد بندی ہے۔ اس میں بحث ہو گی کہ کون سے ایسے قوانین ہوں کہ جس سے حد بندی ہو سکے۔ اس میں دیکھا جائے گا کہ کس قوم کے لوگ بستے ہیں اور کس کو فلاں حصہ دیا جائے گا تو نقصان ہو گا۔

۱۸- بحث یہ ہو گی کہ حکومت کا انتظام کس طرح پر ہو۔ اس کی پھر بہت سی شاخیں ہیں۔

(ا) ایک نظام مرکزی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اختیارات دیئے جائیں۔ جیسے یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب' برما' یوپی وغیرہ کو اختیارات دیئے۔ گورنر بنا دیئے۔ پھر ہر ایک صوبہ میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر وغیرہ ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ تمام اختیارات مرکز کو ہی رہیں۔ گویا نظام مرکزی کے متعلق دو حصے ہیں۔ کل اختیارات مرکز کو ہوں یا دوسروں کو بھی ہوں۔

تیسری بحث اس میں پولیس کے متعلق ہے کہ کیا اختیارات ہوں۔

چوتھا محکمہ تجسس کا ہے جس کو سی آئی ڈی کہتے ہیں جس کے ذریعہ حالات کا علم ہوتا رہے۔

پانچواں محکمہ جنگلات ہے۔ جنگلات کو کس حد تک محفوظ رکھا جائے اور کس حد تک جنگلات کو کاٹ کر زرعی آبادیوں کی صورت میں منتقل کیا جائے بہت سی تفاصیل اس میں ہیں۔

چھٹا محکمہ، محکمہ تعلیم ہے۔ یہ بہت وسیع ہے اس میں یہ بحث ہوگی کہ تعلیم کس طرح ہو۔ مفت یا قیمت پر۔ انتظام تعلیم کس طرح پر ہو۔ پھر لازم ہو یا اختیاری۔ پھر اس صیغہ کی بہت سی شاخیں ہیں۔ زنانہ تعلیم۔ مردانہ تعلیم مختلف علوم کی تعلیم۔

ساتواں محکمہ، علاج انسانی اور حیوانی۔ ڈاکٹر اور ویٹرنری ڈاکٹر۔ پھر اسی میں ایک محکمہ حفظان صحت کا ہوتا ہے۔ پھر اسی میں طبی تعلیم کے ذرائع اور اسباب پر بحث ہے۔

آٹھواں محکمہ خزانہ کا ہے۔

نواں محکمہ انتظامی ہے۔ جیسے ڈپٹی کمشنر۔ تحصیلدار وغیرہ۔

دسواں محکمہ فصل قضاء یا عدالت کا ہے۔ جج اور قاضی کس طرح مقرر ہوں۔

گیارھواں محکمہ مال کا ہے۔ اس میں زمینداروں کے تمام معاملات سے بحث ہوتی ہے۔

بارھواں محکمہ ڈاک کا ہے۔

تیرھواں محکمہ انہار کا ہے۔

چودھواں محکمہ ریلوے کا ہے۔

پندرھواں محکمہ آبکاری کا ہے۔ اس میں شراب اور دیگر منشیات کی نگرانی کرنا ہے ناجائز طور پر کشید اور فروخت نہ ہو۔

سولھواں محکمہ تعمیرات کا ہے۔

سترھواں محکمہ ٹکسال اور سکہ جات کا ہے۔ اس میں سکہ بنانے کا علم ہوتا ہے۔ روپیہ کس قدر بنوانا چاہئے پیسہ کس قدر چاہئے۔ دوسرے سکے جو ضروری ہیں۔ پھر یہ بھی اس میں بتایا جائے گا کہ جعلی سکوں کی شناخت کا کیا علم ہے۔

اٹھارھواں محکمہ رجسٹری کا ہے۔ بعض معاملات میں فساد ہو جاتے ہیں اس لئے معاملات خرید و فروخت اور دستاویزات ضروریہ کی رجسٹری کا قانون جاری کر دیا جاتا ہے تاکہ سرکاری تصدیق ہو جائے۔

انیسواں محکمہ تجارت کا ہے۔ اس محکمہ کے ذریعہ سرکار دیکھتی ہے کہ ملک کی تجارتی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اس ملک کی کونسی تجارتیں ہیں جو دوسرے ممالک میں پھیل سکتی ہیں۔

بیسواں محکمہ فوج کا محکمہ ہے۔ یہ بڑا وسیع علم ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ کس قسم کے ہتھیاروں کی ضرورت ہے، کتنی فوج ہو، کس قسم کی ہو وغیرہ وغیرہ۔

اکیسواں محکمہ۔ تعلقات بیرونی کا محکمہ ہے جس کو صیغہ خارجہ کہتے ہیں۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ دیکھے کہ باہر والوں سے کیا تعلقات ہوں۔

بائیسواں محکمہ حفظان صحت کا محکمہ ہے۔ اس کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ لوگ کس طرح تندرست رہیں' شہروں اور دیہات کی صفائی کس طرح ہو' آب و ہوا درست رہے تاکہ صحت ور نسل پیدا ہو۔

تیئسواں محکمہ وضع قوانین ہے۔ اس کا کام ہے کہ ملک کی انتظامی اور اقتصادی ضروریات کے لئے قانون بناتا رہے اور مفید اور مضر قوانین کا خیال رکھے۔

چوبیسواں محکمہ بحری ہے۔ اس محکمہ کا کام ہوتا ہے کہ سمندروں کے متعلق تمام ضروریات کا انتظام کرے اور اس کے متعلق بحری قوانین کی پابندی کرے۔

پچیسواں محکمہ آب و ہوا ہے۔ اس میں بحث ہوگی کہ بارشوں کا کیا حال ہے۔ برف باری کہاں ہوگی۔ قبل از وقت حسابات لگائے جاتے ہیں۔ اگرچہ ابھی تک یہ محکمہ پورا ترقی یافتہ نہیں مگر پھر بھی بہت مفید ہے۔

چھبیسواں محکمہ ہوا ہے۔ یہ اس سے الگ ہے۔ اس محکمہ کا تعلق فضاء سے ہے۔ ہوائی جہازوں کا علم اور ان سے متعلق ضروری انتظام ہوتا ہے۔

ستائیسواں محکمہ ٹیکس ہے۔ جو لوگ روپیہ کماتے ہیں ان سے کتنا ٹیکس لیا جائے۔

اٹھائیسواں محکمہ کسٹم ہے۔ کس چیز پر کس قدر ٹیکس لیا جائے جو باہر سے آتی ہیں۔ یہ بہت وسیع محکمہ ہے۔

انتیسواں محکمہ شمار و اعداد کا ہے۔ مختلف قسم کے اعداد جمع کئے جاتے ہیں۔ مثلاً زراعت کے صیغہ کے اعداد ہوں گے کہ کس قدر رقبہ میں بڑی بڑی اجناس بوئی گئی ہیں۔ ریلوے کے متعلق ہوں تو کس قدر مسافروں نے سفر کیا۔ کس قدر آمدنی ہوئی وغیرہ۔ اس محکمہ سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

تیسواں محکمہ۔ بحار و بنادر ہے۔ سمندروں اور بندرگاہوں کے متعلق انتظام۔ بندرگاہیں وقتی ضرورتوں کے ماتحت کس قدر وسیع ہوں کہ جہاز آسانی سے آجا سکے وغیرہ۔

اکتیسواں محکمہ' آثار قدیمہ ہے۔ پرانے آثار کی عمارت۔ تحقیقات اور حفاظت۔

بتیسواں محکمہ۔ محکمہ وزارت ہے۔

تینتیسواں محکمہ اشاعت ہے جس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ حکومت کے کاموں سے لوگوں کو آگاہ کرے یا غیر ملکوں میں حکومت کے متعلق بد ظنی نہ پھیلے۔

چونتیسواں محکمہ تاریخ نویسی ہے جو حکومت کی ضروری تاریخ لکھتا رہے۔

پینتیسواں محکمہ حفاظت و ترقی حرفت و صنعت ہے یعنی صنعتیں ملک میں جاری ہیں ان کی حفاظت کی جائے اور ان کی ترقی کی تدابیر کی جائیں۔

چھتیسواں محکمہ زراعت ہے۔ اس کی ترقی کی تجاویز سوچیں۔ مختلف قسم کے آلات اور بیج مہیا کئے جائیں اور لوگوں کو ان سے واقف کیا جائے۔ زراعت علمی طریق پر کی جائے۔

سینتیسواں محکمہ۔ بندوبست ہے جس میں اراضیات کی پیمائش اور مالیہ کی پیشی کے متعلق ایک خاص انتظام اور قواعد ہوتے ہیں۔

اڑتیسواں محکمہ میونسپلٹی ہے۔ مقامی پنچایتوں کا تقرر اور ان کی نگرانی وغیرہ۔

غرض اس قسم کے محکمے ہوں تو حکومت چلتی ہے۔ ایشیائی حکومتوں کی تباہی کا یہی موجب ہوا کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ یہاں ابھی اس قدر محکمے قائم نہیں ہوئے۔ غرض اگر یہ محکمے ہوں تو حکومت چلتی ہے پھر ان محکمہ جات کے متعلق جو اندرونی تفاصیل ہیں ان کا سلسلہ بجائے خود وسیع ہے۔

اصولِ تعلیم و علمِ حساب

(۳۴) چونتیسواں علم، تعلیم ہے۔ اس میں (۱) اصول تعلیم کہ تعلیم کس طرح دی جائے (۲) کون سے علوم مدارس میں پڑھائے جائیں۔ ان میں کیا نسبت ہو یعنی نصاب تعلیم اور پھر اس کے لئے اوقات کی تقسیم مثلاً تاریخ اتنے گھنٹے یا جغرافیہ اس قدر گھنٹے ہفتہ میں پڑھایا جائے۔ (۳) سکولوں کا انتظام کس طرح ہو۔ (۴) طریق تعلیم (۵) تاریخ تعلیم (۶) نظام تعلیم۔ جیسے پرائمری یا سکنڈری تعلیم، ہائی سکول اور کالج وغیرہ کس طرح قائم کئے جائیں (۷) تعلیم معلمین۔ استاد کس طرح پیدا کئے جائیں۔ (۸) ورزشی تعلیم کس حد تک ہو۔ (۹) اخلاقی تعلیم اور مذہبی تعلیم۔ پھر آیا مذہبی تعلیم الگ ہو یا ساتھ ہو۔ اگر ساتھ ہو تو مختلف مذاہب کے طالب علموں کی مذہبی تعلیم کا کیا انتظام ہو۔ (۱۰) تعمیر مدارس۔ مدرسہ کی عمارتوں کا خاص فن ہے جس سے طلباء

کی صحت اور ذہن پر خاص اثر پڑتا ہے غرض یہ ایک بڑا وسیع علم ہے۔

(۳۵) پینتیسواں علم حساب ہے۔ کس طرح حساب رکھا جائے۔

(۳۶) چھتیسواں علم محاسبہ کا ہے۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ کس طرح حساب کے رجسٹروں کی پڑتال کی جائے۔

(۳۷) سینتیسواں علم نقشہ نویسی ہے۔

(۳۸) اڑتیسواں علم انجنیئرنگ ہے۔ اس کی مختلف شاخیں ہیں۔ مثلاً اس میں ڈاتوں کا الگ علم ہے۔ کس قسم کی ڈاٹ کس قدر وزن اٹھا سکتی ہے۔ وغیرہ۔

(۳۹) انتالیسواں علم رسم وعادت ہے۔ یہ بھی مستقل علم ہے اور اس علم کی کئی شاخیں ہیں جس میں فلسفہ رسم وعادات تاریخ رسوم وغیرہ داخل ہیں۔

علوم اللّباس والاقتصاد

(۴۰) چالیسواں علم، علم اللّباس ہے۔ اول لباسوں کی تاریخ پھر مختلف ملکوں اور قوموں کے لباس کی ضروریات۔ اس کی طبی اغراض اور موسموں کے لحاظ سے تقسیم۔ سب باتیں داخل ہیں۔

(۴۱) اکتالیسواں علم، علم الجرمین ہے۔ اس کی بھی بہت سی شاخیں ہیں۔ جرائم کے اسباب۔ مجرموں کی اصلاح کے طریق۔ سزا کی حد اور اس کا مقصد طریق سزا۔ کونسی سزا زیادہ محسوس اور موثر ہوگی۔

(۴۲) بیالیسواں علم، علم الاقتصاد ہے۔ اس میں ملک کی مالی حالت کے متعلق علم بتایا جاتا ہے کہ کس طرح خرچ کرنا چاہئے۔ اس کے ضمن میں سخاوت اور بخل پر بحث ہوگی۔ پھر اس میں ایک بحث ایکسچینج تبادلہ سکہ کا ایک علم ہے اس نے آجکل لوگوں کو بہت گھبرا رکھا ہے۔

پھر اس علم میں ایک شاخ ضرب سکہ کا علم ہے = پھر قرض پر بحث ہے۔ تجارت اندرونی اور بیرونی پر بحث ہوگی کہ کس طرح ترقی ہو سکتی ہے۔ پھر تجارت کی بحث میں اور کئی ضمنی بحثیں آجاتی ہیں۔

طریق تجارت۔ آزاد یا ماخوذ تجارت۔ برابر ٹیکس والی تجارت کریں یا زیادہ والی۔ پھر اس

میں ایک بحث مزدوروں کے متعلق ہوتی ہے۔ مزدوروں کی انجمنوں پر غور ہوگا اور ان کے حقوق اور اثر سے بحث ہوگی کہ ان کا کیا اختیار ہو۔ ان کا انتظام کس طرح ہو۔ مالک اور مزدوروں کی انجمنیں باہم کس طرح مل کر کام کریں تاکہ اس کے فوائد زیادہ ہوں

پھر اس میں سٹرائک کے متعلق بحث ہوگی کہ ہونی چاہئے یا نہیں۔ اس عرصہ میں کھانے کا کیا انتظام ہو۔ تعطیل کارخانہ۔ اس کے متعلق مالک کیا طریق اختیار کرے گا اور اس کا کیا اختیار ہے کہ نوکروں کو نکال کر کارخانہ بند کر دے۔

حقوق مزدوران۔ آیا مزدوروں کو اپنے حقوق مانگنے کی اجازت ہے یا نہیں ہے تو کس حد تک۔ غرباء اور ان کا انتظام۔

ایک بحث اس علم میں یہ ہے کہ مالک زمین کے کیا حقوق ہیں؟ ایک بحث یہ ہے کہ کارخانوں میں باہم اتحاد کس حد تک لازمی ہے۔ ایک بحث یہ ہے کہ کارخانے کس طرح بنائے جائیں جس سے مزدوروں کی صحت پر برا اثر نہ پڑے۔ پھر ایک بحث یہ ہے کہ کمپنیوں کا قیام کس طرح ہو۔ پھر مال کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ٹیکس اور اس کی حد بندیاں بیمہ اور اس کا اثر۔ شرکت فی النفع۔ نفع اور اس کی تقسیم۔ قیمتیں کس طرح گھٹتی بڑھتی ہیں۔ یہ شاخیں ہیں علم الاقتصاد کی۔

منطق۔ فلسفہ اور علمِ ہیئت

(۴۳) تینتالیسواں علم منطق ہے۔ دو باتوں کو ملا کر صحیح نتیجہ نکال لینا۔ اس علم میں یہی سکھایا جاتا ہے مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ہر انسان حیوان ہے۔ زید انسان ہے معلوم ہوا کہ زید حیوان ہے۔ اس طرح پر وہ بتاتے ہیں کہ مختلف باتوں سے صحیح نتائج کس طرح نکالتے ہیں۔ اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک خاص مثالوں سے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ خاص حالت سے عام قانون بنا لیتے ہیں۔

(۴۴) چوالیسواں علم فلسفہ ہے۔ اس کے معنے ہیں حقیقۃ الاشیاء اس میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ مادہ کیا چیز ہے؟ وقت کیا چیز ہے؟ دنیا کا انتظام کس چیز پر چل رہا ہے؟ مادہ کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ خدا کیا ہے۔ اس علم کا خلاصہ کیا؟ کیوں؟ کس طرح؟ کے تین الفاظ میں آجاتا ہے۔ اس کے جوابات جو نکلتے ہیں وہ فلسفہ بتاتا ہے۔ خاص طور پر مادہ اور روقت پر بحث کی جاتی ہے۔

(۴۵) پینتالیسواں علم سائیکالوجی یا علم النفس ہے۔ انسان میں کیا کیا داخل ہے اور وہ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ انسانی عقل اور جانوروں کی عقل میں کیا فرق ہے۔ اس قسم کی بحث اس علم میں ہوتی ہے۔

(۴۶) چھیالیسواں علم علم الاخلاق ہے۔ اخلاق کیا ہیں۔ وہ اچھے ہیں یا برے ہیں۔

(۴۷) سینتالیسواں علم۔ خواص قانون قدرت۔ کبھی یکدم سردی ہو جاتی ہے کبھی گرمی تغیرات کیوں ہوتے ہیں۔

(۴۸) اڑتالیسواں علم، علم الروایات ہے۔

(۴۹) انچاسواں علم علم اللّسان ہے کس طرح تغیرات زبان میں ہوتے ہیں۔ اس علم کے ماتحت (۱) مقابلہ زبان ہے عربی سنسکرت، عربی انگریزی، فارسی عربی وغیرہ زبانوں کا باہم مقابلہ کرنا۔ کونسے الفاظ ملتے ہیں؟ کیا تغیرات ہوتے ہیں؟ (۲) تحقیق اللّسان۔ اس میں یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کامل زبان کونسی ہے۔ (۳) تغیرات اللّسان کا علم بھی اس میں داخل ہے۔

(۵۰) پچاسواں علم، علم الہیئت ہے۔ ستاروں کی بحث ہے۔ گردش فلکی، حقیقت سیارگان، کیوں چلتے ہیں ان کے اثرات زمین پر کیا ہیں۔ ان کی رفتار اور گردش کس قسم کی ہے۔ اس گردش کا اثر خود ان کی ذات پر کیا ہوتا ہے۔

پھر اسی میں اقسام سیارگان پر بحث ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ان کے طریق پیدائش پر بحث ہے کہ چاند کس طرح بن گیا۔ اور پھر اسی علم میں علم النّور پر بھی روشنی ڈالنی ہوگی کہ روشنیاں کس طرح پر ہوتی ہیں۔

تقریر سوم

(جلسہ لجنہ اماء اللہ منعقدہ ۵۔ مارچ ۱۹۲۳ء)

پچاس علوم بیان کرچکا ہوں چند اور باقی ہیں ان کو اب بیان کر دیتا ہوں۔

علمِ سائنس وطبقات الارض

۵۱ واں علم فزکس کہلاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے اس علم کی جس کو ہمارے ملک میں سائنس کہتے ہیں اس کے کئی حصے ہیں۔ ایک حصہ کا نام فزکس ہے۔ اس علم میں اس بات پر بحث کی جاتی ہے کہ آواز کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ روشنی، گرمی، سردی کیا چیز ہیں؟ سیال چیزیں کیا ہیں؟ پھر اس علم کے ماتحت یہ بحث بھی ہوتی ہے کہ بجلی کیا ہے؟ مقناطیس کیا ہے؟ ذرات کیا ہیں؟ مادہ میں کیا کیا قوتیں ہیں؟ اس کی کتنی صورتیں ہیں؟ ٹھوس، مائع اور گیس کے جدا جدا کیا خواص ہیں؟

جس قدر مشینیں ایجاد ہوتی ہیں وہ اس علم سے بنتی ہیں۔ غرض یہ علم سیال، گیس، آواز، روشنی، مقناطیس، ذرات اور اجزائے مادہ پر بحث کرتا ہے۔ اسی کی وجہ سے ایجادیں ہوتی ہیں۔ مثلاً ریل کا انجن اسی علم سے بنا۔ کہ گرمی کی کیا طاقت ہے؟ کس طرح اس طاقت کو پیدا کیا جاتا ہے اور کس طرح بند کیا جاتا ہے؟ اسی علم نے بجلی کی روشنی پیدا کی اور پھر اسی علم سے بتایا جاتا ہے کہ کس طرح بجلی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاتی ہے۔

پھر اسی علم کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر تار کے بھی بجلی جاسکتی ہے؟ کوئی حرکت ضائع نہیں جاتی۔ پھر ذرات کا علم ہے جس سے ترقی کرکے ٹیکا نکلا ہے۔ غرض مشینوں کا کام گیس، سیال اور مقناطیس کے ذریعہ چل رہا ہے اور یہ تمام اس علم کا نتیجہ ہیں اور ایجادات میں اس کا بڑا دخل ہے۔

پھر اس علم کا ایک حصہ عملی کہلاتا ہے یعنی علم کتابی کو کس طرح استعمال کرکے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور ایک مکینیکل کہلاتا ہے۔ مشینوں پر کیا اثر پڑتا ہے۔

۵۲ واں علم کیمسٹری ہے یہ وہی ہے جس کو پرانے زمانہ میں کیمیا کہتے تھے۔ دو چیزیں ملا کر تیسری چیز پیدا ہونے پر اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔ غرض یہ علم بتاتا ہے کہ مختلف چیزیں مل کر کونسی نئی چیز پیدا کرتی ہیں اور اس کے خواص میں کیا تبدیلیاں ہو جاتی ہیں۔

اسی علم پر طب کی بنیاد ہے۔ مثلاً کونین دوسری چیزوں سے مل کر کیا اثر کرتی ہے۔ طب کی بنیاد اور سائنس کے شعبدے اسی پر موقوف ہیں۔ یہ بھی علمی اور عملی ہوتی ہیں۔

پھر اس علم کے ایک حصہ میں جسمانی چیزوں کے تجربات کئے جاتے ہیں۔ ایک خاص حصہ انسان کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ کیمسٹری میں اس بات پر بحث ہوتی ہے کہ خون کے کیا اجزاء ہیں۔ پھر دو حصے اس کے اور ہیں جو نباتات اور جمادات سے تعلق رکھتے ہیں۔

۵۳ واں علم جیالوجی ہے۔ اس کو علم طبقات الارض بھی کہتے ہیں۔ اس علم کی کئی شاخیں ہیں۔ اسی علم کی شاخوں میں سے ایک حصہ وہ ہے جو دنیا کے لئے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ وہ زلزلہ کا علم ہے۔ زلزلہ سے دنیا کی بڑی تباہی ہوتی ہے۔ ۱۹۰۵ء میں جو زلزلہ پنجاب میں آیا تھا اس میں بیس ہزار کے قریب لوگ ضائع ہوئے تھے۔ اس علم کے ذریعہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ زلزلہ آنے والا ہے اور اس ذریعہ سے قبل از وقت علم پا کر ہلاکت سے بچ سکتے ہیں۔ اسی علم میں جو زلزلہ کے متعلق ہے زمین کی حرکات پر بحث ہوتی ہے۔ اس سے عام حرکت مراد نہیں ہے بلکہ ایسی حرکت مراد ہے جیسے بعض اوقات انسان کے جسم کے اندر کوئی حصہ پھڑکنے لگتا ہے۔

اسی طرح زمین کی غیر معمولی حرکات کا پتہ اس علم سے لگ جاتا ہے۔ شملہ میں ایک آلہ لگا ہوا ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ کہاں زلزلہ آیا ہے اور کتنے میل کے فاصلہ پر آیا ہے۔ جاپان نے اس علم میں بہت ترقی کی ہے اس آلہ کو ٹیلوگراف کہتے ہیں۔ اس کے نگران جو ہیں ان میں ایک احمدی محمد یوسف نام بھی مقرر ہوئے ہیں۔ اسی آلہ کو میں نے دیکھا ہے اس کمرہ میں داخل ہوتے ہی ستون حرکت کرنے لگتا ہے۔ باریک سے باریک حرکت کا پتہ لگ جاتا ہے۔

دوسرا حصہ جو اس علم کا ہوتا ہے وہ طبقات الارض سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ زمین کے مختلف حصوں کو دیکھ کر بتاتا ہے کہ یہ کب بنا۔ مثلاً یورپ کا علاقہ بہت بعد کا بنا ہوا ہے اور ایشیاء اس قابل ہو گیا تھا کہ اس پر آدمی آباد ہو سکیں۔

اسی علم کے ذریعہ کانوں کا علم ہوتا ہے۔ لوہا وغیرہ کب بنے۔ یہ چیزیں ایک ہی مادے سے بنی ہیں۔ کوئلہ اور ہیرا ایک ہی چیز ہے صرف زمانہ کا فرق ہے۔ اس فرق نے ایک کی قیمت اتنی بنا دی ہے۔ ایک تولہ لاکھوں روپیہ کو آئے گا اور دوسرا کئی من دس بیس پچاس روپیہ کو آجائے گا حالانکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

اسی علم کے ماتحت علم الاوزان ہے یعنی وزنوں کا علم۔ ہوا، روشنی، رطوبت اور خشکی کا علم

بھی اسی کے ماتحت ہے کہ ان کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح بارشوں اور ہواؤں کا علم معلوم ہو جاتا ہے۔ اس علم میں یہ بحث بھی کی جاتی ہے کہ پتھروں کی کیا کیا قسمیں ہیں۔ کس طرح ان کے خواص معلوم ہوتے ہیں۔ کن حالات میں ان کی قیمتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ عام پتھر سے لے کر ہیرے تک بحث آجاتی ہے۔

پیدائشِ اجسام و علمُ الاقدام

۵۴واں علم 'پرائی ٹالوجی۔ پیدائش ابتدائی کا علم ہے اس میں اس بات پر بحث ہوگی کہ پہلے پیدائش کس طرح پر ہوئی پھر اس میں آگے چل کر اس پر بحث ہوگی کہ نباتات کس طرح پیدا ہوئی۔

شروع ہی سے آم یا امرود تھے یا یہ کوئی اور پھل تھے اور ترقی کرتے کرتے آم اور امرود ہو گئے؟ نباتات کی ابتدائی پیدائش کے ماہر کہتے ہیں کہ پہلے سبزہ ذرہ سا تھا پھر اس سے ترقی کرتے کرتے اس کی شاخیں ہوئیں پھر شاخ در شاخ سلسلہ چلا گیا اور ہزاروں لاکھوں قسمیں ہو گئیں جیسے آدم کی اولاد ایک تھی پھر کوئی کہیں چلا گیا اور کوئی کہیں۔ کوئی گورا ہو گیا اور کوئی کالا۔

اسی طرح نباتات کے متعلق کہتے ہیں کہ ابتداء میں ایک ذرہ سا تھا پھر اسی علم کے ماتحت جانوروں کے متعلق بحث ہوتی ہے اور پھر ان کی موٹی تقسیم دو طرح کی ہے۔ ظہری اور غیر ظہری یعنی وہ جن کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے اور وہ جن کی ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی۔ پھر اس ترقی کے مدارج پر بحث ہے کہ کس کس طرح ترقی ہوئی۔

۵۵واں علم 'بایولوجی' یعنی حیات جسمانی کا علم ہے۔ جسم کی زندگی پر اس علم کے ذریعہ بحث ہوتی ہے۔ مثلاً ہاتھ حرکت کرتا ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں ایک حیات ہے روح ایک الگ چیز ہے جس میں ایک حیات ہوتی ہے پھر اس حیات کے بھی مدارج ہوتے ہیں۔ یہ ایک بہت باریک اور وسیع علم ہے۔ علم الارتقاء میں اس پر بحث ہوگی۔ کس طرح پر ایک جانور سے دوسرا بن جاتا ہے۔ علم الارتقاء کے ماہرین کہتے ہیں کہ انسان ایک کیڑا ہوتا ہے وہی ترقی کرتے کرتے کوئی بندر بن گیا اور کوئی کچھ اور۔ پھر آخر ترقی کرتے کرتے انسان بن گیا۔ یہ لوگ ایک نیا سلسلہ چلاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ترقی کرتے کرتے وہ کیڑا بندر بنا اور پھر اس سے ترقی

کر کے ایک اور جانور بنا۔ پھر اس سے انسان بن گیا۔ یہ علم الارتقاء کہلاتا ہے یہ علم بجائے خود ایک بحث طلب چیز ہے مگر اس علم والوں نے اس علم سے ایک فائدہ اٹھایا کہ چھوٹی چیزوں کو بڑی بنالیا۔ مثلاً کدو بہت بڑا بنالیا اور بعض نئے مزے کی چیزیں بنالیں۔ ایک مزے کا انگور تھا اس میں ترقی کر کے کچھ اور تبدیلی کرلی۔ نباتات کی ترقی میں اس علم سے بہت فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

اسی علم میں یہ بحث بھی آتی ہے کہ باپ سے بیٹے کو کیا ورثہ آتا ہے یعنی بیٹا باپ سے کن کن خصائل و عادات وغیرہ کو لیتا ہے۔ کس طرح سے ایک خاندان اپنی خاص بات اپنی اولاد میں منتقل کرتا چلا جاتا ہے۔

۵۶ واں علم۔ علم الاقوام ہے۔ مختلف قوموں میں آپس میں کیا تعلق ہے اور کس حد تک ان میں تفریق و امتیاز ہے۔ ایک طرح سے تمام اقوام ایک ہی ہیں کیونکہ ایک آدم کی اولاد ہیں مگر مختلف ملکوں میں چلے جانے اور رہنے سہنے سے اختلاف ہو گیا۔ یورپ کے لوگوں کا دماغ خاص قسم کا ہے۔ ایشیاء کے لوگوں کے قویٰ اور رنگ کے ہیں۔ افریقہ والے اور قسم کے۔ پھر میدانوں میں رہنے والے اور پہاڑوں کے رہنے والوں میں جدا امتیاز ہے۔ یہ آب و ہوا اور تمدن کے اثر کے سبب ہوتا ہے یہاں تک کہ چمڑوں اور ہڈیوں کی بناوٹ میں فرق ہو جاتا ہے۔ اس علم کے ماہر ایک ہڈی کو دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ وہ کس قوم کا آدمی ہے۔ غرض یہ علم بھی بہت وسیع ہے اور اس میں آئے دن ترقی ہو رہی ہے۔

علم نباتات و حیوانات

۵۷ واں علم، علم النباتات ہے۔ یہ علم بھی آج کل بہت ترقی کر گیا ہے۔ نباتات کے کیا اعمال ہیں؟ نباتات زندہ ہیں یا نہیں؟ اور وہ سنتے اور دیکھتے ہیں یا نہیں؟ ان میں حس ہوتی ہے یا نہیں؟ قوتیں ہوتی ہیں یا نہیں؟ ان پر رنج و راحت کا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ پھر ان باتوں کے معلوم کرنے کے کیا طریق ہیں۔

اس علم کا ایک بہت بڑا ماہر ایک ہندوستانی ڈاکٹر بوس ایک بنگالی ہے۔ اس نے یورپ میں جا کر اپنے تجربوں سے ثابت کر دیا ہے کہ نباتات میں بھی حس اور زندگی ہے اور وہ انسان کی طرح مختلف جذبات سے متأثر ہوتے ہیں، سنتے ہیں، چلتے ہیں، ان میں غصہ بھی ہوتا ہے اور وہ خبر رسانی کرتے ہیں، ان میں شرم اور حیا بھی ہوتی ہے اور ان کو بھوک اور پیاس بھی لگتی ہے۔

پھر اس علم میں نباتات کی اقسام پر بحث ہوتی ہے اور یہ بھی کہ مختلف آب و ہوا میں کس قسم کے پودے ہوتے ہیں اور کس قسم کے نباتات کن ملکوں میں نہیں ہو سکتے۔ ان کے امراض کیا

ہیں؟ اور ان کے اسباب اور علاج کیا؟

پھر اسی علم میں ایک بحث علمی ترکیب سے ہوگی۔ مفردات کو لے کر بحث کریں گے کہ یہ فلاں چیز کی رشتہ دار ہے۔ بعض اوقات ایک پودے کی شکل نہیں ملتی مگر وہ رشتہ دار ہوتا ہے۔ مثلاً گنا اور کانا (سرکنڈا) کو ایک ہی قوم سے بتاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ سرکنڈا ترقی کرتے کرتے گنا ہو گیا۔

۵۸ واں علم، علم الحیوانات ہے۔ اس میں جانوروں کے متعلق بحث ہوگی اور اس علم میں حیوانات کے اعمال پر بحث ہوتی ہے۔ باریک باریک ذرات کے کیا کام ہیں؟ ریڑھ کی ہڈی والوں کی کیا کیفیت ہے؟ پھر اس میں تقسیم بلاد کے لحاظ سے بحث کریں گے کہ کون سے جانور کس ملک میں پائے جاتے ہیں اور کس ملک میں وہ نہیں پائے جاتے اور کیوں ہیں غرض یہ بھی ایک وسیع علم ہے۔

۵۹ واں علم، کان کنی کا علم ہے۔ اس کی کئی شاخیں ہیں۔ کانوں کا دریافت کرنا۔ ان میں روشنی اور ہوا کا پہنچانا۔

پہلے زمانہ کے لوگ ترقی نہ کرسکتے تھے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ زمین کے اندر کس قسم کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔

کان کنی کے علم نے اب بہت ترقی کی ہے۔ کانیں زمین کے اندر ہوتی ہیں وہاں روشنی اور ہوا کا پیدا کرنا ایک خاص علم کو چاہتا ہے جس کے ذریعہ وہاں کام کرنے والے کام کرسکیں اور آگ لگنے یا دم گھٹنے کے حادثات بھی پیدا نہ ہوں

۶۰ واں علم، علم العناصر ہے۔ اس میں عناصر اور دھاتوں کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔

علوم جراحی والاَدْوِیہ والامراض

۶۱ واں علم، علم التشریح ہے۔ اس میں بتایا جاتا ہے کہ انسان یا جانداروں کے جسم کی کیا حقیقت ہے۔ اس علم کے ذریعہ ہی ان کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں ناڑ کہاں ہے یا فلاں ہڈی کس مقام پر ہے اور اس کی کیسی شکل ہے؟ اس علم کے ذریعہ علاج میں بڑی مدد ملتی ہے اور اب اس علم نے بہت ترقی کی ہے اور مختلف قسم کے اور علوم اس کی مدد کے لئے پیدا ہو گئے ہیں۔

۶۲ واں علم، علم الادویہ ہے۔ دواؤں کی کیا تاثیرات ہیں۔ زیادہ یا کم مقدار میں وہ کیا اثر کرتی ہیں۔ کسی خاص بیماری میں ان کی تاثیر کیا ہے۔ یہ ایک مستقل علم ہے اور بہت وسیع

ہو رہا ہے۔

۶۳واں علم' علم الجراحۃ ہے۔ یعنی جراحی کا علم۔ ہڈیوں کو جوڑنا' چیرا دینا یا دوسرے جانوروں کی ہڈیاں لے کر انسان کی بعض ہڈیوں کی جگہ لگا دینا۔

۶۴واں علم' علم نرسری ہے۔ اس میں بتایا جاتا ہے کہ بیمار کی تیمار داری کس طرح کرنی چاہئے بیمار کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ یہ علم بتائے گا کہ بیمار کے مزاج کو مدنظر رکھ کر کہاں ہم کو غصہ دکھانا چاہئے اور کہاں نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ بعض وقت اندر غصہ ہوتا ہے مگر ظاہر میں نرمی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور بعض وقت سختی اور غصہ کا اظہار ضروری ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ایک ڈاکٹر نے ایک مریض پر میرے سامنے غصے کا اظہار کیا میں نے کہا یہ کیا کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ بھی ضروری ہے اس لئے اس علم کو الگ کر دیا گیا ہے اور یہ ایک خاص پیشہ ہو گیا ہے۔ نرسیں الگ ہوتی ہیں۔ بیمار کا اٹھانا بٹھانا' کھانا کھلانا وغیرہ تمام امور کی وہ نہایت عمدگی سے نگہداشت کرتی ہیں۔

۶۵واں علم۔ جو پہلے نیا علم نہ تھا۔ اب وہ نیا اور مخصوص ہو گیا ہے۔ یہ علم عورتوں کی خاص بیماریوں اور علاج کا علم ہے۔ بعض ادویات ایسی ہیں جو عورتوں پر خاص اثر کرتی ہیں اس لئے عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا ایک جدا اور مستقل علم ہو گیا ہے۔

۶۶واں علم۔ بچوں کی مخصوص بیماریوں اور علاج کا علم ہے۔

۶۷واں علم۔ عام علم الامراض ہے۔ اس علم الامراض میں یہ بحث ہوتی ہے کہ امراض سے کیا مراد ہے؟ امراض کیونکر پیدا ہوتی ہیں ان کے اسباب اور علامات اور علاج کیا ہیں؟

علم زراعت و مسمریزم و علم قیافہ

۶۸واں علم' علم زراعت ہے۔ اس میں یہ بحث ہوتی ہے کہ کوئی چیز کس وقت بونی چاہئے۔ زمین کو کس طرح تیار کیا جائے۔ بونے کے بعد اس کی حفاظت اور پرورش کا کیا طریقہ ہے پھر اسی میں یہ بحث آتی ہے کہ کونسی چیز کس ملک میں پیدا ہوتی ہے اور وہ چیز دوسرے ممالک میں کس طرح پیدا کی جا سکتی ہے۔ یہ بہت ہی وسیع علم ہے اس کے لئے خاص قسم کے مدرسے اور کالج بنائے گئے ہیں۔

۶۹واں علم مسمریزم ہے۔ اس علم کی کئی شاخیں ہیں۔ (۱) ایک علاج الامراض (۲) دوسرے دوربین یعنی دور کی بات معلوم کرنا۔ ایک بند کمرے یا الماری میں کوئی چیز ہو تو اس کو دیکھ لینا (۳) تیسرا علم اس کے تحت میں خبر رسانی ہے۔ یہاں بیٹھے ہوئے دوسرے مقام پر جو دور

فاصلہ پر ہو اپنی خواہش کو ڈال دینا۔ یہ ابھی ابتدائی حالت میں ہے۔
(۴) چوتھا علم جو اس کی شاخ ہے وہ روح کو دور بھیج دینا ہے۔ اس سے انسانی روح مراد نہیں بلکہ اس سے مراد دماغ کا وہ حصہ ہے جو اثر قبول کرتا ہے جس کو متأثر دل کہتے ہیں۔ وہ باہر جاتا ہے اور دوسروں کو نظر آجاتا ہے۔
(۵) پانچواں حصہ اصلاح الاخلاق ہے جس کے ذریعہ بدعادتوں کو چھڑا دیا جاتا ہے جیسے چور کی عادت وغیرہ چھڑائی جاتی ہے۔
۷۰ واں علم، روحوں کو بلانے کا علم ہے۔ بڑے بڑے سائنسدان اس علم کو پڑھ رہے ہیں جو اور علوم کو چھوڑ کر اس طرف آرہے ہیں مگر دراصل یہ وہم ہوتا ہے۔ عیسائیوں کو عیسائیوں کی اور ہندوؤں کو ہندوؤں کی بات بتائی جاتی ہے۔ ایک آدمی پر توجہ ڈالی جاتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھ پر روح آگئی ہے۔ کبھی الگ آتی ہے اور وہ اپنے آنے کی علامت بتاتی ہے۔ مثلاً کبھی کرسی الٹ دی یا کوئی اور فعل کر دیا۔ روح تو نہیں آتی مگر یہ علم ہے اور صحیح علم ہے۔
۷۱ واں علم، علم القیافہ ہے۔ اس علم کے جاننے والے شکل دیکھ کر بناوٹ سے یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ شخص کس قسم کے عادات اور خصائل کا ہے۔ اس میں کس قسم کے خواص ہیں۔ دھوکا، دغا، محبت، وفا وغیرہ جذبات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
اس علم کی ایک شاخ علم البشرہ ہے۔ چہرہ کی بناوٹ سے بتا دینا کہ اس کے اخلاق کس قسم کے ہیں۔ کانوں اور آنکھ کے فرق سے، ہونٹ ناک وغیرہ کی بناوٹ، لمبائی اور موٹائی سے ہر قسم کے اخلاق کا پتہ دے دیا جاتا ہے۔
دوسرا حصہ اس علم کا علم الرأس ہے جس کو سر کا علم بھی کہتے ہیں۔ یہ زیادہ بہتر حالت میں ہے جس قدر اخلاق ہیں۔ قتل، خونریزی وغیرہ ان کا تعلق دماغ کے مختلف حصوں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے دماغ کو کئی حصوں میں تقسیم کیا ہے اور انسان کے مختلف جذبات اور اخلاق کے لئے الگ الگ حصے ہیں۔ جھوٹ، سچ، فریب، محبت وغیرہ کے لئے اس میں جدا جدا کمرے ہیں۔ پس اس علم کے ذریعہ سر کی پیمائش کر کے بتا دیا جاتا ہے کہ اس میں کونسا مادہ زیادہ ہے۔ مثلاً حرص کا یا قناعت کا، غضب کا یا برداشت کا۔
اس علم کا کمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر دماغ کے بعض حصوں کا اپریشن کر کے کم و بیش کر دیا جائے تو اس سے اخلاقی اصلاح میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ یہ علم ترقی کر رہا ہے۔

۷۲واں علم۔ علاج بالمشورہ ہے۔ یہ مسمریزم کے سوا ایک الگ چیز ہے۔ اس میں بغیر اپنا زور یا توجہ صرف کرنے کے یونہی کہے کہ تم بیمار نہیں ہو۔ خیال کے ساتھ جسم میں اثر ہو جاتا ہے اور اگر کسی بخار کے مریض کو کہا جائے کہ بخار نہیں تو اترنے لگتا ہے۔ یہ ایک علم ہے یونہی کہہ دینے سے اثر نہیں ہوتا۔

نجوم۔ جفر۔ رمل۔ طلسمی علوم

۷۳واں علم، علم النجوم ہے یہ وہ علم الہیئت نہیں جو پہلے بتایا تھا یہ علم وہ جہالت والا علم ہے۔ ایک حد تک اس میں صداقت بھی ہے جیسے سورج کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس علم میں اتنی ترقی نہیں ہوئی کہ یہ باتیں معلوم ہو سکیں۔ یہ علم تو سچا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کواکب میں تأثیر رکھی ہیں مگر جس طریق پر لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں وہ غلط ہے۔ لوگ اس کو غیب کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں اور غیب کی خبریں بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ غلط ہے۔ غیب کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔

۷۴واں علم، علم الجفر ہے اس میں ہندسوں کے ذریعہ آئندہ کی خبریں معلوم کرتے ہیں۔

۷۵واں علم۔ علم الرمل ہے۔ لکیروں کے ذریعہ حالات معلوم کرتے ہیں۔

۷۶واں علم۔ علم الاستخارہ ہے۔ یہ وہ اسلامی علم نہیں جس کو استخارہ کہتے ہیں بلکہ یہ وہ ہے کہ تسبیح لے کر بیٹھے رہتے ہیں اور اس کے دانوں سے ایک نتیجہ نکالتے ہیں۔ بعض عورتیں نپولین کا فالنامہ دیکھتی ہیں۔ یہ ڈھکوسلے ہیں ان میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے نجومی کہہ دیتے ہیں لڑکی نہ لڑکا۔

۷۷واں علم، طلسم کا علم ہے۔ اس کو جادو بھی کہہ دیتے ہیں۔ دراصل یہ علم علاج بالمشورہ ہی کی شاخ ہے۔ پڑھ کر کوئی چیز دے دیتے ہیں یا ہندسے لکھ کر کوئی کاغذ کا ٹکڑا بطور تعویذ دے دیتے ہیں۔

۷۸واں علم، علم التسخیر ہے۔ جس کے ذریعہ دوسروں کو یا جنوں کو قابو کیا جاتا ہے۔ یورپ والے بھی اس میں مبتلاء ہیں۔

۷۹واں علم جس نے دنیا میں تباہی مچائی ہے وہ علم کیمیا ہے۔ یہ سونا بنانے کا خبط ہے۔ بہت لوگ اس خبط سے تباہ ہوئے ہیں۔ بعض احمدی بھی اس مرض میں مبتلاء تھے مگر اب وہ اس میں

جتلاء نہیں۔ ایک مولوی دہلی سے یہاں آیا اس نے مجھ کو کہا کہ مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول) تو سونا بنایا کرتے تھے اب آپ کو خوب بتاتے ہوں گے مجھ کو بتادو۔ میں نے بہت سمجھایا مگر میں نے دیکھا کہ اس کو اثر نہ ہوا۔

۸۰ واں علم' اس علم میں یہ بحث ہوتی ہے کہ کیسی کیسی اقوام کے اجتماع سے اولاد ہوتی ہے۔ بغیر نر و مادہ کے ملنے کے بھی اولاد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتی ہے تو کس طرح؟ اس علم کے ذریعہ یہ ثابت ہوا کہ نر و مادہ کے ملنے کے بغیر بھی اولاد ہو سکتی ہے۔

۸۱ واں علم' جانوروں کے پالنے کا علم ہے۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ مرغی' گائے بھینس وغیرہ کے پالنے کے کیا طریق ہیں؟ کیا خوراک دی جائے جس سے وہ موٹی ہوں یا دودھ زیادہ دیں یا اولاد اچھی ہو۔ اس علم میں مختلف طریقوں پر بحث ہوگی اور تجارتی اصولوں کو مد نظر رکھ کر بھی بحث ہوتی ہے۔

۸۲ واں علم' لائبریری کا علم ہے۔ اس علم میں یہ بتایا جاتا ہے کہ کونسی کتابیں اکٹھی رکھنی چاہئیں۔ یہ ایک مستقل علم ہے۔ بعض کتابیں مختلف علوم سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس علم نے تقسیم کردیا ہے کہ کس کتاب کو کس علم میں رکھا جائے۔ اور یہ بھی اس میں بتایا جاتا ہے کہ کس طرح کوئی کتاب آسانی سے نکالی جاسکتی ہے۔

یہ علوم کی ایک فہرست ہے اب ان علوم کے متعلق مضامین سننے ہیں۔ تم خود غور کرو میں بھی بتاؤں گا۔